

214
19 1/2

ہفت روزہ
خدا م الدین - لاہور

ہمارا مسلک

انجمن خدام الدین شیراز والہ و رواتہ لاہور ایک چھوٹی سی انجمن ہے جس کے پاس نہ بہت زیادہ جائیداد ہے اور نہ بے شمار سرمایہ۔ اس کے ارکان میں نہ بڑے بڑے روٹے اور نہ زمیندار ہیں اور نہ کارخانہ دار۔ اس کم ہانگی کے باوجود بعض اللہ کے فضل و کرم سے اس انجمن نے کتاب و سنت کی اشاعت بذریعہ تحریر و تقریر اس حد تک کی ہے کہ بڑے بڑے وسائل کے مالک اور سے بھی اس میدان میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مختلف مضامین پر نو لاکھ رسائل کی مفت تقسیم، قرآن مجید کا سلیس اور با محاورہ اردو ترجمہ بعد ربط آیات خلاصہ مشکوٰۃ اور پانچ چھوٹی چھوٹی سورتوں کی تفسیر اس کی تحریر ہی خدمات کا مختصر سا خاکہ ہے۔

● فجر کی نماز کے بعد درس قرآن مجید، مختلف مذہبی اصلاحی اور سیاسی مضامین پر جمعہ کے خدمات، علمائے کرام کے لئے دورہ تفسیر دار الحفاظ جس میں بچوں کو قرآن مجید فن تجوید کے ساتھ ناظرہ اور حفظ کرایا جاتا ہے۔
● مدرسہ البنات - جس میں دو وقت پچیسوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔

● صبح کے اوقات میں دوسرے تعلیمی اداروں کی طرح بچیاں زیر تعلیم ہیں۔
● دوسرے تعلیمی اداروں سے خارج ہونے کے بعد شام کے اوقات میں بھی تعلیم دی جاتی ہے۔

● آج ہم اس انجمن کے ارکان کی حیثیت سے مطلع صحافت پر نمودار ہو رہے ہیں۔ ہمارے پاس نہ سرمایہ ہے اور نہ بلند پایہ مضمون نگار، اس کے باوجود ہم کتاب و سنت کی اشاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں۔ آف۔ کس قدر بڑا خط منزل ہے اور کتنی مشکلات کا سامنا ہے۔

شب تار یک دیم موج دگر داب چنین بائی
کجا دانند حال ما سبک راں ساحلہا
ان حالات میں ہمیں فقط اللہ کے فضل و کرم پر بھروسہ ہے یا پھر قارئین کرام کی حوصلہ افزائی ہمارے لئے باعث اطمینان ہے۔

● بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ مستزاد ہے ایمان ہے کہ مسلمان کی دنیوی عزت اور آخری نجات کا راز صرف کتاب و سنت کے اقتراح میں مخفی ہے۔ ان دونوں کو ہاتھ سے چھوڑ کر یہ دنیا میں بھی عزت کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اور آخرتہ میں تو اس کی ہلاکت یقینی ہے۔
خلاصہ پیغمبر کے راہ گزید

کہ ہرگز منزل بخدا رسید
● یہی امر واقعہ ہے کہ مسلمانان عالم اس مسلک کو چھوڑ چکے ہیں اور اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ ہم ان کو دوبارہ اس راستہ کی طرف آنے کی طرف دعوت دینے کا نتیجہ کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں۔ ہم ہر اس فرد اور جماعت کی تائید کریں گے جو کتاب و سنت کی صحیح معنوں میں حامی ہوگی۔ اور جو فرد یا جماعت ان کی مخالف ہوگی ہم اس سے اظہار بغیرا ہی کریں گے۔ مگر اس میں ادب، مہربانی اور اخلاقی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں گے۔
(چوہدری، عبد الرحمن)

ڈاکٹر خان صاحب کے بیان کا خیر مقدم

وزیر مواصلات پاکستان ڈاکٹر خان صاحب نے ایمپلائمنٹ ایکٹ کی عمل کو خطاب کے دوران میں کہا،
وقت آگیا ہے کہ ملک کے ممبران اسمبلی اپنے فرائض کا احساس کریں اور سیکرٹریٹ میں ٹھوسے پھرنے اور حکم جاتی سربراہوں سے اپنے آدمیوں کی سفارش کر کے ملک کے انتظام میں مداخلت کرنے کی بجائے اپنے رائے و ہندوں کی بے لوث خدمت کریں۔ انہیں چاہئے کہ وہ اپنے انتخابی حلقے کے ہر ایک حصہ میں بسنے والے ووٹر تک پہنچیں اور اس کی تکالیف اور ضروریات معلوم کریں۔ اور خیال رکھیں کہ ان کے ووٹروں کو تعلیم، علاج، ملازمت اور پیشہ کی سہولتیں حاصل ہیں۔

ہمیں وزیر مواصلات کے ان خیالات کے ساتھ بڑا پورا اتفاق ہے۔ دراصل ممبران اسمبلی عوام کے خادم ہوتے ہیں۔ اور انہیں ہر وہ روپے ماحول الاؤنس صرف اسی لئے دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے حلقے میں غریب و ورثہ کے پاس پہنچیں۔ ان کی ضروریات معلوم کر کے افسران بالا کو ان سے آگاہ کریں۔ لیکن نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ موجودہ دور میں ممبران اسمبلی اس الاؤنس کو بالکل ذاتی تنخواہ سمجھتے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ عام ووٹروں کے اجتماعی کاموں میں حصہ لیں ایک مخصوص طبقہ کے ذاتی کاموں میں دل چسپی لیتے ہیں۔ جن سے انہیں امید ہوتی ہے کہ یہ تمام طبقہ میں اپنے اثر و رسوخ سے آئندہ دوڑ دلا سکتے ہیں۔

جہاں ممبران اسمبلی کی طرف سے ان کے فرائض میں کوتاہی ہے وہاں ہمارے ووٹر بھی دوڑ استعمال

کرتے وقت چند سکول کی جنگا پر اپنا منہمبہ فروخت کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ممبران اسمبلی منتخب ہو کر ووٹروں کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے۔ اس لئے ہم مشورہ دیں گے کہ دوڑ حضرات اپنے فرائض کا احساس کرتے ہوئے صحیح نمائندہ کو منتخب کریں۔ خواہ غریب ہو یا امیر اور ممبران اسمبلی منتخب ہو جانے کے بعد قوم کے ٹیکسوں سے لئے گئے ماحول الاؤنس کو تنخواہ نہ سمجھیں بلکہ اسے ووٹروں کی خدمت کرنے میں صرف کریں۔ ان کے پاس جائیں ان کی تکالیف معلوم کریں۔ اور ان کے اجتماعی کاموں میں افسران بالا سے مل کر اعدا کریں اور اپنے فرائض سے سرخروئی حاصل کریں۔

مارشل لا کے اسیر

لاہور کے چند ممتاز علمائے دین نے ایک اپیل شائع کی اور پھر سیاسی رہنماؤں، ارکان اسمبلی، مدیران جرائد اور وکلاء نے بھی اپنے ایک مشترکہ بیان میں گورنر جنرل پاکستان، مرکزی حکومت اور پنجاب کی نئی وزارت سے اپیل کی کہ امیران مارشل لا کی باقی ماندہ میعاد قید کو منسوخ کر دیا جائے۔ الحمد للہ کہ مرکز حکومت نے حوالا تا مودودی مولوی علی گیل خان نیازی اور ان کے چار دوسرے ساتھیوں کی باقی ماندہ سزا معاف کر دی ہے۔ اب صرف چھ امیران مارشل لا رہ گئے ہیں جن کی جیس بے جا کی درخواستوں کی سماعت ۱۳ جون کو ہوگی۔ ان کے نام محمد نذیر، اللہ دتہ، عبدالحق، عبد القیوم شوکت اور بشیر احمد ہیں۔

محمد نذیر کو ۱۲ سال کی عرق قید، اللہ دتہ اور عبدالحق کو ۷ سال اور عبد القیوم، شوکت اور بشیر احمد کو ۵ سال کی سزا دی گئی ہے۔ ہم کسی تبصرہ کے بغیر حکومت پاکستان سے صرف اتنی درخواست کریں گے کہ وہ مزید دریا دلی کا ثبوت دے کر باقی ماندہ امیران مارشل لا کو بھی عام معافی دیدے۔ اور اس طرح جمہور پاکستان کے دلوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے۔

قضیہ افغانستان

گذشتہ دنوں افغانستان میں جو حالات ہوئے اور جس طرح سے پاکستانی پرچم کے ساتھ نادا سلوک کیا گیا۔ اس کے

خدا م الدین

پیش نظر حکومت پاکستان جس قسم کا اقدام کرے ہم اس کا خیر مقدم کریں گے۔ لیکن ہماری یہ دعا ہے کہ جو اسلامی ملک پاکستان اور افغانستان کے مابین مصالحت کی کوشش کر رہے ہیں وہ اپنے نیک ارادوں میں کامیاب ہو جائیں۔ اور اس طرح سے دو اسلامی ملک آپس کی لڑائی سے بچ جائیں۔ اور دو در پیٹھے ہوئے اسلام دشمن عنصر کو کوئی فائدہ نہ پہنچے۔

محترمہ فاطمہ جناح کا پیغام

محترمہ فاطمہ جناح نے عید کے موقع پر جو پیغام ملت کے نام نشر کیا ہے اس کے اقتباسات درج ذیل ہیں۔
۱۱ گزشتہ چند ماہ میں ملک کو خوش فہم سیاسی زلزلوں سے سابقہ بڑا جو طریقہ استعمال کئے گئے وہ بہ اعتبار نوعیت باوقار نہ تھے۔

(۲) ان سے یہ دور انگیز حقیقت نمایاں ہو گئی کہ جمہوری اداروں پر منحوس و نامبارک سائے چھائے گئے ہیں۔ اور جس خارجی عنصر سے ہم نے سالہا سال کی سخت جدوجہد کے بعد آزادی حاصل کی تھی انہیں پھر ہمارے معاملات میں دخل کے لئے اپنا خطرناک ہاتھ بڑھانے کی جرات ہو رہی ہے۔

(۳) ہم نے جس معاشرے کی تعمیر کا خواب دیکھا تھا اس کا پورا ہونا تو دور نہ کہ ہم ابھی تک اس کی بنیادیں بھی استوار نہیں کر سکے۔

(۴) ملک میں ناپائیدار سیاسی جماعتوں کو بے اثر بنانے کے لئے منظم کوششیں ہو رہی ہیں۔ حالانکہ قوم کے اجتماعی ارادے کے اعلان و اظہار کے لئے سیاسی جماعت بندی کا نشو و ارتقا نہایت ضروری ہے۔

(۵) پاکستان کی آزادی و سیادت کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ اور ملک کو پھر غلامی کی طرف لے جانے کے رجحانات ترقی پذیر ہیں۔

یہ بیان یقیناً ادراک باب اختیار کے لئے خوشگوار نہیں ہے۔ لیکن پاکستانی عوام کی صحیح ترجمانی کرتا ہے اور اس دور میں جب کہ کوئی بھی سیاسی جماعت یا عوامی لیڈر برسر اقتدار نہ ہو کہ وہ کی غلطیاں یا لغزشیں بیان کرنے کی جرات نہیں کر سکتا محترمہ فاطمہ جناح نے نہایت ہی دلیری سے کام لیا ہے۔ ہماری رائے میں ہر سال ایک بیان جس میں عوام کے جذبات کی رگ حریت کو تقوڑا سا جھپٹ دیا جائے کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ کوئی مستقل لائحہ عمل اختیار کر کے عوام اور برسر اقتدار طبقہ میں اختلاف کی جو خلیج عائل ہو رہی ہے اس کو پاٹ دیا جائے۔ ہم محترمہ فاطمہ جناح سے عرض کریں گے کہ وہ اس مقام پر ہیں جہاں دونوں گروپ آپ کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں۔

مسلمان عوام ان کے ساتھ ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ مردہ مسلم لیگ میں جان ڈالنے کی بجائے کسی عوامی پارٹی کی بنیاد پر پاکستان سے رشوت، خیانت، چور باداشی، بدوفاقی، ادا لٹ کھسٹ کو ختم کرنے کی

کوشش فرمائیں۔ ممکن ہے اس طرح سے اقتدار کی کرسی کی جنگ میں اونچا طبقہ بھی راہ راست پر آجائے اور ہر وہ سیاست دان جو اپنی ذاتی اغراض کے لئے نہایت ہی مکروہ اور گھناؤنی قسم کی ساز باز کرتا ہے مجبوراً قوم کی اصلاح کی تدابیر سوچے۔

نظام تعلیم

پنجاب کے نئے وزیر تعلیم جو دھرمی نصیر احمد تہیئے ایم۔ اے۔ او کالج کے جلدہ تعلیم اساتذ میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ نظام تعلیم کو نئے قومی مقاصد سے الگ کر کے دیکھنا نئی نسلوں پر ظلم کرنا ہے۔ آزاد سی سے پہلے ہماری تعلیم کا مقصد سامراجی اقتدار کی ہواخواہی اور غیر ملکی اقتصادی استحصال کا جواز پیدا کرنا تھا۔ مگر آزادی کے بعد ہمارے قومی مقاصد یک سرہ بدل چکے ہیں۔ ادراک ہمارے نظام تعلیم کو جمہوری آزادی اور اقتصادی خوشحالی کی روشنی میں مرتب ہونا چاہئے۔ وزیر تعلیم نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ نظام تعلیم کو نئے قومی مقاصد کے سانچے میں ڈھالنے کا ابھی تک کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔ وہی پُرانا نظام رائج ہے۔ جو جوانوں میں غلامانہ ذہنیت پیدا کرتا ہے۔ وہ اپنے ملی اداروں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ انہیں اپنی سرزمین تک سے نفرت ہونے لگتی ہے آپ نے مزید فرمایا۔ امیروں کی تعلیم اور غریبوں کی تعلیم کے درمیان بہت بڑی خلیج حائل کر دی گئی۔ اور تعلیمی سہولتیں صرف امراء کے بچوں کے لئے مخصوص کر دی گئی ہیں۔

وزیر تعلیم نے اپنے اس خطبہ میں نہایت ہی اچھی اور سچی باتیں کہی ہیں۔ ہم صرف متاعرض کرنا چاہتے ہیں کہ ان نظریات کو عملی جامہ تک پہنایا جائے گا۔ آزادی کے آٹھ قیمتی سال گزر چکے ہیں۔ ان نظریات کو ہر برسر اقتدار گروہ نے پیش کیا۔ اور کچھ ایسے ہی خیالات کا اظہار بھی کیا گیا۔ لیکن کسی نے بھی انہیں عملی جامہ نہیں پہنایا۔ امید ہے کہ ہمارے نئے وزیر تعلیم اس طرف عملی قدم اٹھاتے ہوئے نظام تعلیم کو کچھ اس طرح سے بدلیں گے کہ اس سے اسلامی تعلیم کا بھی بندوبست ہو تاکہ جہاں اس چالیس سالہ عارضی زندگی کو احسن طریقہ سے بسر کرنے کے مواقع پیدا کئے ہیں۔ وہاں کچھ دینی تعلیم کا بندوبست بھی ہو۔ تاکہ موت کے بعد آئے والی ایک مستقل زندگی بھی اچھی طرح سے گزر سکے۔ اور کہیں اس دنیا کی عزت دوسری دنیا کی ذلت سے نہ بدل جائے۔

ح۔ م چوہان
ایڈیٹر

افتر صہبائی

دعا

تاریکی باطل میں ہے مستور کہیں حق باطل پہ کہیں حق کا تلخ ہی چڑھا ہے کام آتی نہیں شمع یہاں عقل و حسد کی کچھ بھی نظر آتا نہیں یہ کیا ہے! وہ کیا ہے! پہچان سکوں جس سے کہ یہ حق ہے وہ باطل جلوں میں ترے کیا کوئی ایسی بھی ضیا ہے! یارب مری آنکھوں کو وہ تنویر عطا کر! ہنگامہ باطل ہے بیاہزم جہاں میں جی میں ہے کہ ہنگامہ باطل کو مٹا دوں ہیں روئے حقیقت پہ جو تاریک پر دے ان پردوں کو میں روئے حقیقت سے اٹھا دوں ایسی کوئی شمشیر تیرے پاس اگر ہے! جس سے سر ابلیس کو اک دم میں اڑا دوں یارب میرے ہاتھوں کو وہ شمشیر عطا کر مٹ جائے یہ بیدار یہ ظلم اور جبالت معذور ہوں دل جذبہ اخلاص و وفا سے ہر لب پہ سلام اور دعا کے ہوں ترانے ہر آنکھ منور ہو محبت کی ضیا سے وہ لطف ہو، وہ کیف ہو، وہ وجد، وہ مستی! یہ بزم جہاں رقص میں ہو ذوق دعا سے یارب میری آنکھوں کو وہ تاثیر عطا کر معصوم جو ہو، صبح بہاراں سے زیادہ تنویر میں جو ہو، وہ دُور شید سے بڑھ کر انوار صداقت کے ہوں ہر ایک کرن میں جو ہو، مئے الفت کا چھلکا ہو اس غم ہر آنکھ کو جس میں ترا جلوہ نظر آئے جو ہو تری تصویر کا آئینہ سرا میر یارب مجھے وہ اختر تقدیر عطا کر

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کا ایک خط

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

ہندوستانی نیشنلزم کی انتہائی ترقی جو آپ کے مشاہدہ میں آئی۔
امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ یہ خط بستر پر لیٹے لکھا ہے۔ آج طبیعت بہت مضطرب ہے۔ بدخطی معاف فرمائیے گا۔

فخلص

محمد اقبال

لے کانگریس کی طرف اشارہ ہے۔

علامہ اقبالؒ کا یہ مکتوب جو انہوں نے مولانا سید سلیمان ندوی کے نام ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء کو تحریر کیا یہ ظاہر کر رہا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت سے مسلمانان پنجاب کو آج سے اکیس سال پہلے ہی کس قدر دل بستگی تھی۔ جس کا اظہار علامہ اقبال مرحوم و معذور کو اپنے اس مکتوب میں کرنا پڑا۔ علامہ مرحوم کو اگر زندگی کے ایام نے مزید فرصت دی ہوتی اور وہ اپنی آنکھوں سے اس مسئلہ سے مسلمانان پنجاب کی دل بستگی ہی نہیں بلکہ قربانی کا مظاہرہ دیکھتے اور پھر ان کا نظریہ کیا ہوتا۔

قارئین خود اندازہ فرما سکتے ہیں۔

دنیا میں اسلام اس وقت ایک روحانی پیکار میں مصروف ہے۔ اس پیکار و انقلاب کا رخ متعین کرنے والے قلوب و اذان پر شک و ناامیدی کی حالت کبھی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا قلب قوی ہے اور ذہن ہمہ گیر۔ آپ اس حالت سے جلد نکل جائیں گے یا صوفیہ کی اصطلاح میں یوں کہیے کہ اس مقام کو جلد طے کر لیں گے۔ آپ قلندر ہیں اور وہ قلندر جس کی نسبت اقبال نے یہ کہا ہے

قلندر دل کہ براہ تو خدا قدمی پوشند

ز شاہ باج ستاند خدا قدمی پوشند

جلوت اند و کندے بہ ہر دم و چہند

بجلوت اند و زمان و مکان در آغوشند

دریں جہاں کہ جہاں تو صلیو ہا دارو

ز فرق تا بقدم دیدہ و دل و گوشتند

بزور بزم سرا پا جو بریناں حشر

بزور بزم خود آگاہ و تن فراموشند

آپ اس جماعت کے پیش خیمہ ہیں۔ اس جماعت کا دنیا

میں مغرب پیدا ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ باقی جس راہ

پر آپ اس سے پہلے قدم زن تھے اس کے متعلق انشاء اللہ

بوقت ملاقات گفتگو ہوگی۔

لاہور
۵ ستمبر ۱۹۶۲ء
خدا مالدین علیکم
والا مالدین علیکم !
جوئی۔
والا مالدین علیکم ! جس کے مضمون سے بہت تسکین

انجمن حمایت اسلام کا صدر مجھے منتخب کیا گیا تھا مگر میں نے بعض وجوہ سے استعفیٰ دیدیا ہے۔ کونسل میں اختلاف ہے اور عام حالت اس انجمن کی اچھی نہیں ہے۔ بعض ارکان ذاتی اغراض سے اس میں داخل ہیں اور ان کے نزدیک انجمن ان اغراض کے حصول کا ذریعہ ہے اور بس۔ اس وقت وہی جماعت جلسہ کی تیاریاں کر رہی ہے۔ مگر آپ ضرور تشریف لائیے۔ یہاں کے لوگوں کو ختم نبوت کے مسئلے میں بڑی دل چسپی ہے۔ اور آپ کی تقریر انشاء اللہ بے حد فوج سے سنی جائے گی۔ اس کے علاوہ میں ایک مدت سے آپ کی ملاقات کا اشتیاق رکھتا ہوں۔ میرے ہی غریب خانہ پر ٹھہریے۔ یہاں سے انجمن کی جلسہ گاہ کچھ دور نہیں موٹر پر چھ منٹوں کی راہ ہے۔ جناب مشرقی امرتسر کے رہنے والے ہیں تو جوان آدمی ہیں کیرج میں بیاضی کا اعلیٰ امتحان پاس کیا۔ ہندوستان واپس آئے۔ تو چھ مدت کے لئے پشاور کالج کے ریسل رہے۔ اس کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا کے محکمہ تعلیم میں رہے۔ آج کل غالباً کسی سرکاری اسکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ مجھے ان کی قابلیت کا حال زیادہ معلوم نہیں۔ مگر اس کتاب کے ریلوے کے کچھ معلوم ہوتا۔ وہ یہ ہے کہ مغربی افکار پر بھی ان کی نظر نہایت سلی ہے۔ باقی تفسیر قرآن و تاریخ اسلام کے متعلق آپ مجھ سے بہتر اندازہ کر سکتے ہیں۔ ان کی کتاب کے متعلق یہاں عجیب و غریب افواہیں ہیں زبانی عرض کروں گا۔

جناب مشرقی جہاں تک مجھے معلوم ہے خود مدعی نہیں ہیں امت مسلمہ سے ممکن ہے کہ ان کا تعلق ہو کیونکہ آج کل امت مسلمہ کا سنٹر امرتسر ہے۔ بہائی فرقہ سے بھی جہاں تک مجھے معلوم ہے ان کا تعلق نہیں ہے محقر یہ ہے کہ یورپین افکار کی تاریخ کا اعادہ آج کل دنیائے اسلام میں جو رہا ہے۔ ان حالات میں جو اس وقت کیفیت آپ کے قلب کی ہے وہ ایک حد تک بخرل امر ہے۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ جو کام کر رہے ہیں وہ امت مسلمہ کے لئے ازلیں مفید ہے۔

بزرگان تصوف کے اقوال

(منہاج حکیم مارٹر محمد شاہ اللہ عرفانی قادر سی، لاہور)

- (۱۲) مومن اول باطنی دوم ظاہری عبادت بنانا ہے
- (۱۳) عزت گزینی اور گوشہ نشینی کو دوست نہ رکھ
- (۱۴) خلوت اور جلوت میں خدا سے مراقبہ کر
- (۱۵) عمل مجاہدہ ضروری ہے
- (۱۶) شیطان نفس ہی کے راستے سے قاصر ہو سکتا ہے
- (۱۷) خلق اور نفس دو دریا۔ دو آگ اور دو جنگل ملک ہیں
- (۱۸) ادائب کا چھپنا عرش کے نزاعوں میں سے ہے دھن
- (۱۹) خدا کو چاند سورج کی طرح دیکھ لو گے (دریث)
- (۲۰) خدا سے ڈرنے میں کرامت اور معصیت میں ندامت ہے
- (۲۱) عارف کی دو ظاہری اور دو باطنی آنکھیں ہوتی ہیں۔

- (۱) علیت حیات اور جہلیت مات ہے
- (۲) خدا سے ڈرنے ہی کا نام علم ہے
- (۳) عالم زبان، جاہل دل مفید نہیں ہوتا
- (۴) ظاہر باطن کا عنوان ہے
- (۵) علم ظاہر، ظاہر کی، علم باطن، باطن کی روشنی ہے
- (۶) تیرا ظاہر و باطن یکساں ہونا چاہئے۔
- (۷) تھوڑا گھرا، زیادہ کھولتا ہے۔
- (۸) ثبات بمثل ثبات ہے
- (۹) بار کے سبب اذر سے نہ بھاگ
- (۱۰) رضامد بالقضاء کو کبھی نہ بھول
- (۱۱) باطنی جہاد ظاہری جہاد سے مشکل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام بخاری

محمد میاں صدیقی

سند سنا تا شروع کی۔ اور اس طرح سند ذکر کی کہ سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم، امام بخاری نے فوراً ٹوکا اور عرض کیا کہ ابوالزبیر تو ابراہیم سے روایت نہیں کرتے۔ داخلی نے پہلے تو امام بخاری کو طفل مکتب سمجھ کر جھڑک دیا۔ مگر پھر جا کر اپنی اصل کتاب کی مراجعت کی اور اس میں دیکھا تو اسی طرح ٹھیک پایا۔ جس طرح امام بخاری نے کہا تھا۔ داخلی واپس آئے اور امام سے کہا کہ اچھا میاں بتلاؤ یہ سند کس طرح صحیح ہے۔ بخاری نے کہا۔ ابراہیم سے روایت کرنے والے زبیر ہیں۔ اور یہ حدی کے بیٹے ہیں ابوالزبیر نہیں۔ داخلی نے اس وقت قلم اٹھایا اور اپنے لکھے ہوئے کی اصلاح کی اور فرمایا جو تم نے کہا وہی ٹھیک ہے۔

جب امام کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو آپ نے قضا یا تے صحابہ کے سنن سے ایک کتاب تصنیف فرمائی اس کے بعد آپ نے مدینہ منورہ میں اس مقدس مقام پر بیٹھ کر کتاب التاریخ لکھنا شروع کی جس کے بارہ میں حضور سرور کونین کا ارشاد ہے ”ما بین یثی وخنسری روضۃ من ریاض الجنۃ“ آپ حضور کے روضہ اقدس کے قریب بیٹھ کر قندیل و چراغ نہ ہونے کے باعث چاندنی راتوں میں اپنی اظہار کیا کرتے تھے۔ اسی طرح آپ نے یہ کتاب مکمل فرمائی۔ خود امام بخاری فرمایا کرتے کہ کتاب التاریخ میں کوئی ایسا نام نہیں جس کا قصہ مجھے یاد نہ ہو۔ لیکن اس دور سے وہ تمام قصے اپنی کتاب میں درج نہیں کئے کہ یہ کتاب پھر کتاب نہیں ایک دفتر اور کتب خانہ بن جائے گی۔

امام بخاری فطرتاً قوی الحافظ تھے۔ امام نے فطرت کی اس فیاضی سے فن حدیث کے حصول میں بہت فائدہ اٹھایا۔ استاد سے جو حدیث سنتے یا دکر لیتے۔ جس عبارت کو سرسری طور سے بھی پڑھ لیتے وہ امام کے ذہن پر کبھی نہ مٹنے والا نقش بن جاتی۔ امام صاحب کے ہم سبق امام کی بے فکر پرتحجب کا اظہار کرتے۔ کبھی امام کو مشفقانہ لہجہ میں حدیث لکھنے کی ترغیب دیتے۔ کبھی ملامت کرتے اور کبھی تلخی برتتے اور کہتے کہ میاں جب تم لکھتے نہیں تو آتے کیوں ہو؟

ماتر کہتے ہیں کہ پندرہ سولہ روز یوں ہی گزر گئے۔ ایک روز امام نے تنگ آکر کہا کہ اب تمہاری ملامت کی حد ہو گئی۔ لاؤ اپنے دفتر نکالو اور دکھلاؤ کہ تم نے کیا لکھا ہے! ہم اس وقت تک پندرہ ہزار سے زیادہ حدیثیں لکھ چکے تھے۔ سب نے اپنے و فرام بخاری کے سامنے لا کر

امام بخاری کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن برونہ بن البخاری الجعفی۔ امام بخاری کے جد اجداد برونہ بن مجوسی تھے۔ اور اسی ملت پران کا انتقال ہوا۔ برونہ بنہ کے فرزند ابراہیم بخاری کے حاکم کیان جعفی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ ویا عرب میں چونکہ یہ دستور عام تھا کہ جس کے ہاتھ پر اسلام لاتے تھے اس سے ایک خاص تعلق اور ربط ہوتا تھا جس کو والد سے تعبیر کرتے تھے۔ اور اس کی شاخیں اتنی دور دور تک پھیلی تھیں کہ اسی رشتہ سے اپنی نسبتیں قائم کر لیتے تھے۔ امام بخاری کو بھی جعفی اسی رشتہ سے کہا جاتا ہے۔ ورنہ امام اس خاندان سے نہ تھے۔

امام بخاری کے والد اسماعیل حبیل القدر ظہار اور حماد بن زید کے شاگردوں میں سے تھے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی کا بھی شرف آپ کو حاصل تھا۔ امام بخاری ۱۹ سال ۱۹۷ھ بعد نماز جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے۔ امام بخاری ابھی کم سن ہی تھے کہ شفیق باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور تعلیم و تربیت کے لئے صرف والدہ کا سہارا باقی رہ گیا۔ شفیق باپ کا سایہ اٹھ جانے کے بعد ماں نے امام کی پرورش شروع کی اور تعلیم و تربیت کا انتظام کیا امام نے ابھی اچھی طرح آنکھیں کھولی تھیں کہ بیانی جاتی رہی۔ اس المناک سانحہ سے والدہ کو شدید صدمہ ہوا۔ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں آہ زاری کی اور مجزویا کا دامن پھیل کر اپنے لاثانی بیٹے کی بیانی کے لئے دعا میں مانگیں۔ ایک مضطرب، بے وسیلہ اور بے سہارا ماں کی دعائیں تھیں، قبولیت کے در وا ہو گئے۔ رات کو ابراہیم حبیل اللہ کو خواب میں دیکھا۔ فرما رہے ہیں۔ جا اسے نیک خوتیری دعائیں قبول ہوئیں۔ اور تیرے لخت جگر کو پھر نور نظر سے نوازا گیا۔ صبح کو اٹھتی ہیں تو دیکھتی ہیں کہ بیٹے کی آنکھوں کا نور لوٹ آیا۔

امام بخاری کو کم سنی سے ہی حدیث کا بے پناہ شوق تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قدرت نے امام کی تخلیق صرف حدیث ہی کے لئے کی تھی۔ امام بخاری مکتب میں ابتدائی تعلیم میں مشغول تھے اور عمر بھی صرف دس برس تھی مگر حدیث کو بے پناہ شوق و انگیزہ تھا۔ جب کبھی کوئی حدیث سنتے فوراً یاد کر لیتے۔ دس سال کی عمر میں امام بخاری نے مدرسہ چھوڑ دیا۔ اور اپنے زمانہ کے زبردست محدث داخلی کے درس میں شریک ہونے لگے۔ ایک مرتبہ امام بخاری داخلی کے حلقہ درس میں تھے۔ انہوں نے لوگوں کو ایک

رکھ دئے۔ امام نے تمام حدیثیں بھری مجلس میں زبانی سنا دیں۔ اور ہم نے جان لیا کہ جو خزانہ ہمارے کاغذوں کا رہن منت ہے وہ امام کے سینے میں محفوظ ہے اور سب کو یقین کامل ہو گیا کہ امام سے سبقت نہ جاتا کسی بس کی بات نہیں۔

امام کو علم کی بزم میں آئے چند سال بھی نہ گزرے تھے کہ ہر طرف ان کے خداداد حافظہ کا شہرہ ہو گیا۔ جہاں جہاں امام بخاری کا مقدس وجود پہنچتا تھا۔ وہاں وہاں اس سے پہلے ان کا نام پہنچ جاتا تھا۔ اور جب کسی آبادی میں قدم رکھتے تو وہاں کی محفلیں علم و ادب کی صوفشانی سے متورن ہوتا باں ہو جاتیں۔ آس پاس کے تشنگان علم امام پر ٹوٹ پڑتے اور امام کے گرد و پیش علم و عمل کے پروانوں کا ہجوم ہو جاتا۔

دارمی عمر میں امام سے بڑے تھے۔ لیکن فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہم میں سب سے بڑے عالم، سب سے بڑے فقیہ، سب سے زیادہ علم کے شہداء، اور سب سے زیادہ جفاکش امام بخاری ہیں۔ اور یقیناً یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ اس زمانہ کے بڑے اساتذہ اور محدثین امام بخاری کے سامنے اس وقت زانوئے ادب نہ کر سکتے تھے جب کہ ان کی لوح و دہر پر جوانی و بچگی کا ایک بھی خط نہ ہو تھا۔ ابن خلقان کہتا ہے کہ امام بخاری کو حدیث کے بے پناہ شوق اطراف و اقصاء میں کشاں کشاں لئے پھر تھا۔ ضروریات سفر محدود ہونے کے باوجود امام بخاری نے اپنے وطن سے نکل کر دیار عرب کو چھانا۔ حبیل القدر مدینہ منورہ سے استفادہ کیا۔ خراسان، حجاز، عراق اور شام کے مختلف علاقوں کی علمی سیاحت کی اور کوئی ملک ایسا چھوڑا جس کے خزین فیض سے خوشہ چینی نہ کی ہو۔

امام بخاری سے پہلے ابن جریر، اذاعی، سفیان ثوری، اور اسد بن موسیٰ وغیرہ احادیث کے مجموعے مساند لکھ چکے تھے۔ جب امام بخاری نے ان تصانیف کو دیکھا تو انہوں نے سوچا کہ یہ کتابیں اپنی ترتیب و تدوین کے اعتبار سے بہترین اور گرانہ ہیں۔ مگر یہ دیکھ کر کہ ان مجموعوں میں صحیح حدیثوں کے ساتھ ضعیف حدیثیں بھی کافی جمع کر دی گئی ہیں۔ امام کی ہمت صاف صحیح حدیثوں کے انتخاب کے لئے آمادہ ہوئی۔ اس محرک کے علاوہ امام بخاری اسحاق بن راہویہ کی مجلس میں لگ چکے تھے۔ انہوں نے فرمایا تھا۔ کاش کوئی ایسی کتاب ترتیب دی جائے جس میں صرف صحیح حدیثیں ہوں۔ یہ بات سب نے سنی لیکن دل میں اسی کے بجائے جس نصیب میں یہ عظیم الشان کام روزا نزل سے مقصد ہو چکا تھا۔

امام نے ایک جامع صحیح تصنیف فرماتے ارادہ فرمایا۔ اسی اثنا میں امام نے خواب دیکھا کہ میرے علیہ السلام کے سامنے کھڑا پنکھا جھل رہا ہوں۔ اور مجھے گرد و پیش سے کھیاں اڑا رہی ہیں۔ فن تعبیر کے سے جب اس کی تعبیر پوچھی گئی تو انہوں نے بتلایا کہ (باقی صفحہ پر)

بقیہ امام بخاری سے آگے

حضور علیہ السلام کے کلام سے کذب و افتراء کی کھیاں دور کرو گئے۔ اس خواب نے امام کے عزم پر توفیق کی فہرنگا دی۔ اور آپ نے اس عظیم الشان کارنامہ کو انجام دینے کے لئے کمر بستہ کسی کی۔ اور ان چھ لاکھ حدیثوں میں سے انتخاب مشروع کیا جو آپ کے خداداد حافظہ میں محفوظ تھیں آپ نے بخاری کی ترتیب و تالیف میں صرف عینیت و کادیت اور حفظ ہی کا زور خرچ نہیں کیا۔ بلکہ علوم دینیت، تقویٰ اور طہارت کے بھی آخری مرحلے تک کر ڈالے اور اس کتاب کی ترتیب و تدوین اس شان سے مشروع کی کہ جب ایک حدیث لکھنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے غسل فرماتے و درگت نماز پڑھتے۔ بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہوتے اور اس کے بعد ایک حدیث تحریر فرماتے۔ غالباً اس بزم آب و گل میں آج تک اس شان سے کسی مصنف نے تصنیف و تالیف نہ کی ہوگی۔ اور صرف حدیث لکھتے وقت ہی نہیں ابواب و تراجم لکھتے وقت بھی اسی بے مثال خلوص اور تقویٰ کا مظاہرہ فرماتے۔ اس سخت ترین جان کا ہی اور دیدہ ریزی کے بعد سولہ سال کی طویل مدت میں یہ عظیم الشان کتاب زیور کیمیل سے آراستہ ہوئی۔ اور صفحہ ہستی پر ایک ایسی تصنیف عالم وجود میں آگئی جس کا لقب بلا کسی کم و کاست "اصح الکتاب بعد کتاب اللہ" قرار پایا۔ اُمت کے ہزاروں اور لاکھوں محدثین نے سخت سے سخت کسوٹی پر کسا جانچا، تو لا اور پرکھا۔ مگر جو لقب اس مقدس تصنیف کے لئے من جانب اللہ مقرر ہو چکا تھا۔ وہ بچھڑ کر کبھی نہ ٹٹنے والی نکیر بن گیا۔ امام بخاری کی اور تصانیف بھی بہت ہیں۔ اگرچہ جامع صحیح کی تالیف اور جلوہ ریزی نے ان کی ضیاء باری اور صوفیانی کو دھندلا کر دیا۔ لیکن ان میں سے بھی ہر ایک اپنی جگہ ایک عظیم ترین علمی ذخیرہ ہے۔

الادب المفرد تاریخ کبیر کتاب النصف السیر السیرۃ کتاب المغتفر کتاب العلل اور الملبوط آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔

امام بخاری ۱۸ سال ہی کی عمر میں فاضل و جلیل ہو گئے تھے آپ نے دن رات حاکم کے لئے محمد بن یوسف کی ڈیوڑھی میں درس مشروع فرمایا۔ یہ زمانہ آپ کے خداداد شباب کا زمانہ تھا۔ امام صاحب کے علمی بھر کی شہرت ایسی عام ہو گئی تھی کہ دور دور سے لوگ حدیث کا درس سننے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے تھے۔ حفظ حدیث کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے محدث آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اسحاق بن ماجہ یہ جن کی اپنی ہمہ دانی پر فخر و ناز تھا۔ ایک مرتبہ امام سے ملے اور اپنے متعلق فرمانے لگے کہ میں ایسے شخص سے واقف ہوں جن کے جملہ دماغ میں ستر ہزار حدیثیں محفوظ ہیں۔ امام صاحب نے برجستہ فرمایا۔ الحمد للہ اس بجا رہا ہے کہ میں ایک ایسا شخص بھی ہے جو دو لاکھ حدیثوں پر عبور رکھتا ہے۔

جب امام بخاری بصرہ تشریف لے گئے اس وقت ابن مروزی کے بیان کے مطابق امام کا سن بمشکل ۲۶ یا ۲۷ برس تھا۔ اس لئے یہ کہنا قرین قیاس ہے کہ آپ کا

یہ سفر ۲۲ء میں پیش آیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ بصرہ علم و ادب کی راہدہانی بنا ہوا تھا۔ صحابہ و تابعین کی زندہ یادگار موجود تھیں اور ہر سو علم کی تابانی تھی۔ اور شہر مدینہ کے علمائے اور فضلاء سے ابھی خالی نہیں ہوا تھا۔ امام کی ذات سب کو اپنے میں ڈالے ہوئے تھی۔ امام کی کم سن اور علم و فضل کی فراوانی مزید حیرت و استعجاب کا باعث بنی ہوئی تھی۔ آپ کی آمد سے بصرہ کی مجلسوں میں اچھا خاصا منہ بکام بپا ہو گیا۔ علمائے شہر نے امام کے امتحان کی ٹھانی اور ایک علمی جلس کا اہتمام کیا۔ امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرکت کی دعوت دی۔ امام نے بڑی انکساری سے اپنی تہی دامن کا اعتراف کرتے ہوئے انکار فرمادیا۔ مگر امام کے انکار پر علمائے شہر کا اصرار بڑھتا رہا۔ آخر دعوت قبول کر لینی پڑی۔ جامع مسجد میں آپ کی آمد کا اعلان کر دیا گیا۔ ہزاروں لوگ جمع ہو گئے۔ علمائے و خواست کی کہ ہیں اپنے علم سے مستفیض ہونے کا موقع دیکھتے۔ اور کچھ حدیثیں لکھاتے۔ امام نے فرمایا۔ آپ نے مجھ سے حدیثیں لکھوانے کے لئے کہا ہے۔ آج میں آپ لوگوں سے ایسی حدیثیں روایت کر دوں گا۔ جن کے راوی آپ ہی کے شہر کے ہیں۔ مگر آپ کو ان کا علم نہیں۔ اس جملے نے حاضرین مجلس کو حیرت میں ڈال دیا۔ آپ نے تمام حدیثیں ایسی ہی سنائیں۔ تمام علمائے شہر نے کہ بخاری کا علم، حافظہ اور ذہن سب ہی غیر معمولی ہیں۔ اور حاضرین مجلس امام کی طفلانہ صورت اور عالمانہ سیرت پر انگشت بدندان رہ گئے۔

امام بخاری صرف زبردست عالم اور محدث ہی نہیں بلکہ دولت مند اور صاحب ثروت بھی تھے۔ آپ کو اپنے والد کی میراث سے بہت کچھ مال و جائیداد ملا تھا تھا۔ اس روپیہ سے آپ غلاموں کی تجارت کیا کرتے تھے پانچ سو درہم ماہانہ سے زائد آپ کی آمدنی تھی۔ لیکن اس آسودہ حالی کے باوصف ذالمانہ زندگی گزارتے تھے۔ اور اتنا مال و دولت جوتے بھی اتنے محتاط تھے کہ اگر کسی درہم و دینار میں مہمولى سائبہ بھی ہو جاتا تھا۔ تو اسے ہاتھ تک نہیں لگاتے تھے۔ امام خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے زندگی بھر کوئی مشکوک چیز نہ خریدی ہے۔ اور نہ فروخت کی۔ حتیٰ کہ خود فروخت ہی نہ کرتے تھے۔ اور وہ یہ بیان فرماتے تھے کہ خرید و فروخت میں بے کار اور بے ہودہ باتیں کرنا پڑتی ہیں۔ اس لئے میں خود خرید و فروخت نہیں کرتا لیکن امام نے اس دولت و ثروت کو کبھی اپنی عیش و عشرت اور تن آسانی کے لئے آلہ کار نہیں بنایا۔ باپ کے دروازے کی ہوئی تمام دولت اور اپنی کافی ہوئی کل پونجی طلب حدیث کی دھن میں لٹا دی۔

فطرت نے امام کو بڑی عبور اور خود وار طبیعت عطا کی تھی۔ استغنا کا یہ عالم تھا کہ آپ نے بخاری سے غلاموں کو منظر کیا لیکن یہ گوارا نہ کیا کہ اپنی تصانیف لے کر شاہی محلات میں تعلیم کی غرض سے جائیں۔ دین متین کی تعلیم و تکریم یہاں تک مد نظر تھی کہ آپ نے اس کے مقابلہ میں ایک تاجدار اور حاکم کی پروا بھی نہ کی۔ تمام امرار اور حکام آپ کے

غیر معمولی علم و فضل کی وجہ سے بہت قدر کرتے تھے۔ لیکن کبھی آپ نے اس بات کی کوشش تک بھی نہ کی کہ شاہان وقت کے عطیوں اور ہندوانوں سے ویزہ چینی کریں۔ جو کچھ تھوڑی سی بہت زمین بچ رہی تھی اس کو مضامین پر دے رکھا تھا۔ اور اس سے جو کچھ آمدنی ہوتی تھی اس سے گزراوقات کر لیتے تھے۔ قناعت کے اس مرحلہ پر پہنچ چکے تھے۔ کہ برسوں سالن سے روٹی نہ کھاتے تھے۔ ایک بار بیمار ہوئے تو طبیب کو قارورہ دکھایا گیا۔ طبیب نے قارورہ دیکھ کر کہا کہ یہ تو راہبوں کا راب ہے۔ جو سالن نہیں کھاتے امام سے پوچھا گیا تو اس کی تصدیق کی اور کہا کہ میں نے چالیس برس سے سالن نہیں کھایا۔ صرف سوکھی روٹی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اطباء نے اصرار کیا اور کہا کہ آپ کی بیماری کا علاج ہی یہ ہے کہ آپ سالن سے روٹی کھالیا کریں۔ امام نے انکار فرمادیا۔ اور صرف اتنا قبول کر لیا۔ کہ کچھ روٹی کے ساتھ کھالیا کریں گے۔

مقتسم بن سعد کہتے ہیں کہ جب رمضان شریف آتا۔ تو آپ کے دوست احباب جمع ہو جاتے۔ آپ ان کے ساتھ نماز پڑھتے اور ہر رکعت میں بیس آمینیں تلاوت فرماتے۔ سارا قرآن اسی طرح ختم کرتے اور ایک قرآن پچھ میں ختم کرتے اور دن کو ہر روز صبح سے افطار تک ایک قرآن پڑھا کر لیتے تھے امام بخاری نے دمشق، حجاز، بغداد، بلخ، مصر اور نیشاپور وغیرہ کے سفر کئے مگر افسوس کہ آپ کی علمی حیات کی صحیح تاریخ بتلانے سے مورخین کے قلم خاموش ہیں امام بخاری نے بصرہ، سمرقند اور بغداد کے سفروں میں اپنی خداداد فہم و فراست اور زہد و تقویٰ کا نقش لوگوں کے دلوں پر ثبت کر دیا تھا۔ چار دانگ عالم میں آپ کی شہرت و عظمت کے لئے گونج رہے تھے۔ جہاں جاتے ہاتھوں ہاتھ لے جاتے تھے۔

۳۵ء میں امام نے نیشاپور کا سفر فرمایا۔ اس وقت وہاں امام ذہلی جیسے عظیم القدر محدث چھائے ہوئے تھے۔ مگر امام بخاری نے چند ہی روز میں اپنے فضل و کمال کا سکھ بٹھا دیا۔ امام صاحب نے یہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ علمائے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے حرم من فیض سے خوشنہی کرنے لگے۔ امام ذہلی نے اپنے مخصوص شاگردوں کو اجازت دیدی تھی کہ وہ بخاری کی مجلسوں میں شرکت ہوں۔ اور ان کے علمی و مترخان سے ویزہ چینی کریں۔ امام کے کلمات نے ان لوگوں کو ایسا گردیدہ بنایا کہ یہ لوگ ان کے مخصوص شاگردوں میں شامل ہو گئے۔ اور امام کے علم و فضل کی ضیاء بارہوں کے سامنے ذہلی جیسے روشن مینار سی گئے اور اندھ بن گئے۔ اس کے بعد ذہلی سے آپ کا خلق قرآن پر اختلاف پیش آیا۔ اور اس علمی اختلاف نے ایسی مکر و صورت اختیار کی کہ بخاری کو نیشاپور چھوڑ دینا پڑا۔ اور آپ اپنے وطن بخارا لوٹ گئے۔ چند روز بخارا میں آپ راحت و آرام سے رہے۔ بالآخر آپ کی خود وار طبیعت نے یہاں کی سکونت بھی ترک کرادی والی بخارائے کہ امام آپ قہر شاہی میں اگر شہزادوں کو تعلیم دیں مگر آپ نے انکار فرمادیا۔ اس کے بعد آپ دباقتی صلیا

مرتبہ: شیخ عبد الرحمن

سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کی مجلس ذکر

مجدد الدین سچان خاں، اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور میں ہر جمعرات کو مغرب اور عشاء کے درمیان مجلس ذکر منعقد ہوتی ہے۔ قادری خاندان کے دستور کے مطابق ذکر جبر اندھیرے میں ہوتا ہے۔ ذکر جبر کے بے شمار فوائد ہیں جسے بڑا فائدہ یہ ہے کہ تمام حواس استقامت و ہر طرف سے مہلک صرف ذکر ہی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اندھیرا ہونے کے باعث نہ صرف آنکھیں ہی دھڑا دھڑا نہیں جھانکتی ہیں بلکہ دل و دماغ، زبان اور کان سب ہمتیں ذکر ہی میں مشغول ہو جاتے ہیں ذیل کے مقامات سے احباب تشریف لاکر ذکر میں شرکت فرماتے ہیں:-

آڈل ٹاؤن، اچھرہ، باغبانپورہ، مزنگ، نوال کوٹ کرشن نگر، موہن پورہ، قصوریاں جیسی دور افتادہ بستیوں سے قریب و جوار کے خطرات سے بھی مثلاً شیرانوالہ دروازہ فاروق گنج، حبیب گنج، بادامی باغ، مصری شاہ، بھائی دروازہ، اور لٹہ بازار۔

لاہور کے بعض احباب ذکر میں شریک نہیں ہوتے ان کو چاہیے کہ آئندہ شرکت کے لئے حتی المقدور کوشش کریں۔ اس غفلت سے وہ جتنا اپنا روحانی نقصان کر رہے ہیں اس کا غالباً ان کو احساس نہیں۔ ہم بارگاہ رب العزت میں دست بردا ہیں کہ وہ ان کو اس نقصان کا احساس دلا کر آئندہ شرکت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ امین ثم امین! چننا احباب ضلع شیخوپورہ، لائل پور اور گوجرانوالہ سے بھی آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے اور ان کی ہمتوں کو اور بلند فرمائے۔ امین ثم امین۔ علی ذکر کے بعد حمد و ثنا و مرشد حضرت مولانا احمد صاحب مدظلہ ایک تقریر فرمایا کرتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ یہ تقریر اس عنوان کے تحت باقاعدہ شائع کیا کریں گے تاکہ لاہور سے باہر رہنے والے حضرات بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔

ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کی وجہ سے مجلس ذکر منعقد نہیں ہو سکتی تھی۔ لہذا اس سوال مسئلہ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۵۵ء کو جو مجلس منعقد ہوئی اس کے اختتام پر حضرت تھانے جو تقریر ارشاد فرمائی یہی ناظرین ہے۔

ذکر الہی کی خاصیتیں

تربذ کی رنگت دل کش اور مازوب ہوتی ہے اس کا ذائقہ میٹھا، اس کا مشربہ تشنگی کا دافع اور اس کا کھانا اشتہا انگیز ہے یہی حال ذکر الہی کا ہے۔ ذکر خفی ذکر علی ہو لا کر ہر طرح سے اس سے مستفیض ہوتا ہے۔ ذکر اس کی بڑھ اسوار اللہ سے کٹ جاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو جہاں چاہے خدا فی جنت پہنچا جاتا ہے۔

جب انسان دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے کٹ جائے تو اگر زمین کے اوپر ہو گا خوش ہو گا۔ نیچے ہو گا تو خوش نہ ہو گا۔ آئیں گی بھی تو اس پر اثر نہ ہو گا۔ تعلقات ہی تو کھینچتے ہیں جب دھڑکا ہو گیا تو اسے دنیا چھوٹنے میں دکھ نہیں ہو گا۔ رحمت اور لذت اسی میں ہے کہ انسان دنیا سے کٹ جائے اور اللہ سے جڑ جائے۔ اس لذت کے مقابلہ میں دنیا کی سب لذتیں میسج ہیں۔ ذکر کی اہمیت یہ ہے اور ہماری حالت یہ ہے کہ بعض احباب سے جب پوچھا جائے تو کہتے ہیں ذکر کے لئے فرصت نہیں ملتی۔ خود وہ سے چند ایسے لمحے ہیں کہ وہ ہزار دفعہ کرنے کو کہا جائے تو ہزار دفعہ کرتے ہیں اس طرح ذکر بن میں فرق مراتب ہوتا ہے۔

طالب کی دو چیزوں سے ترقی ہوتی ہے۔ اپنی ریاضت اور شیخ کی توجہ جسے پورے کو مالی پانی دیتا ہے اور زمین اس کی جڑوں کو کھینچ کر اپنی چھاتی کے اندر رکھتی ہے تو وہ بڑھتا ہے۔

مالی اس وقت تک پانی دیتا رہتا ہے جب تک کہ اس کی جڑیں خود بخود زمین سے خونا جذب کرنے کے قابل نہ ہو جائیں۔ طالب کی ریاضت ایسی ہے جیسے زمین جڑ کو کھینچ کر اپنی چھاتی کے اندر رکھتی ہے۔ اولیٰ تو شیخ کو مل کا ملنا مشکل ہے۔ شیخ کی توجہ پانی کا کام دیتی ہے۔ اگر مل جائے تو اس سے اخذ فیض کرنا ہر شخص کا کام نہیں۔ تنہا تنہا قسمت! اچھے مودار رہبر کامل!!

کہ خضر از آب حیات نشدے آرو سکندر را
اخذ فیض کے لئے ادب، عقیدت اور اطاعت کی ضرورت ہے۔

ظاہری علوم کے لئے ۵۰ فی صدی استاد کا ادب اور ۵۰ فی صدی طالب علم کی غنت ہو تو ترقی ہوتی ہے۔ فیض باطنی کے لئے ۱۰۰ فی صدی ادب کی ضرورت ہے۔

دنیا ایک گوردھ و ہند ہے یہاں کی لذات ہیں۔ اولاد بیوی، مال سب پیاری ہیں۔ حقیقی لذت وہ پائے گا جو ان سب سے کٹ جائے گا۔ بارگاہ الہی میں سالم دل لیکر حاضر ہو گا۔ یوم لا ینفع سئل ولا یبشون الا من اتى اللہ بقلوب سلیم۔

کسی عارف نے اس کو یوں بیان فرمایا ہے
و لا تدر سم تعشق نہ مرغ آبی جو!!
گرچہ طوق ہدایت خشک پر بغاوت

سمندر کے سفر میں یہ نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔ پیرندہ سطح آب پر بیٹھا ہوتا ہے۔ موجیں ٹھانٹھان مارتی ہوئی آتی ہیں۔ اور اس کے اوپر سے زرباتی ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غرق ہو گیا۔ جب موجیں ختم ہو جاتی ہیں تو وہ چپکے سے اڑ جاتا ہے گویا موجوں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

مسلمان کو اس طرح دنیا میں رہنا چاہئے۔ بظاہر سب سے ملے لیکن دل فقط اللہ ہی سے لگا کرے۔
ذکر الہی سے انسان فرشتوں سے آگے بڑھ جاتا ہے فرشتے ذکر الہی کر رہے ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسانوں کو بھی فرشتوں کی طرح اولیاء اللہ پیدا کر سکتا تھا۔ مگر انسان کے لئے دنیا امتحان گاہ ہے۔ خلق الموت والحیوة لیسو لکم احسن صلا۔

اللہ ہر کے پاک نام میں بے شمار برکتیں ہیں۔ ان میں سے ایک بہت بڑی برکت یہ ہے کہ انسان ماسوا اللہ سے کٹ جاتا ہے پھر دل چاہتا ہے کہ تنہائی میں بیٹھ کر خدا کو یاد کرے اور ہمارے پاس کوئی نہ کہے۔ اگر آئے تو جلدی اٹھ جائے۔ کوئی آئے تو دل گھرائے۔ جتنا دل گھرائے گا اتنا درجہ بلند ہو گا۔ پھر دنیا کے طالبوں سے دل گھرا جائے۔ یہ ماسوا اللہ سے کٹ جانے کی علامت ہے ایسے شخص کو مرد ہو یا عورت زیب و زینت بھی پسند نہیں آتی۔

زیب و زینت پس ہینم نام من زیب اللہ
اس کو ذرا بدلی لیا جائے تو یوں ہو جائیگا جیٹ
زیب و زینت پس ہینم نام من بندہ خدا
اللہ کے سوا ہمارا کوئی مونس و غوار نہیں ہے۔ ذکر الہی میں وہ لذت آتی ہے کہ تھکا شای سر پر رکھو اگر اور تخت شای پر بیٹھ کر باوشا ہوں کو نہیں آتی۔

قرآن کتاب ہے زمین للناس حب الشهوات من النساء۔ الآیہ۔ پہلے بیوی کا ذکر فرمایا۔ بیوی آئی تو دین گیا۔

اب ماسوا اللہ سے کٹ کر دنیا میں رہنے والے اللہ والوں کے نمونے ملاحظہ ہوں:

حضرت مرشدنا حافظ محمد صدیق صاحب کے ہاں ایک بزرگ آیا کرتے تھے جن کا اسم گرامی حضرت مولانا محمد رفیع صاحب تھا۔ اولاد کرام میں سے تھے۔ جب صاحب زادہ صاحب کے انتقال کی ان کو اطلاع دی گئی تو فرمایا کہ مجھے کیا کہتے ہو اٹھا کر گھر سے میں ڈال آؤ۔ یہ ہے قلب سلیم۔ الیٰ اور اولاد کام نہیں آئیں گے۔ نفع وہ پاسے گا جو سالم دل لئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کا نام لینے کی ضرورت ہے۔

دوسرے ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ بیٹا بیمار تھا۔ رات بھر سرانے بیٹھے اللہ اللہ کرتے رہے جب انتقال ہو گیا تو پھر چارو ڈال دی جو پوچھنے آتا اس سے فرما دیتے آرام آگیا ہے۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر جماعت کو اطلاع دی اور کفن و دفن کی تیاری کے لئے حکم دیا۔

مریض کے لئے وہ چیزوں کی ضرورت ہے ایک علاج دوسرا پرہیز جہالت اور غفلت بہت صلیک بیماریاں ہیں۔ خدا کا دنیا کا مرنے کے بعد پرہیزاریاں ساتھ چاہئیں گی۔ اور قبر کو جہنم کا گڑھا بنائیں گی۔ بشر میں بھی ترپائیں گی اور اس کے جو جہنم رسید کریں گی۔ غفلت اور جہالت و حق سے بھی زیادہ اہلک ہیں۔ حق کا مریض زندگی میں ترپتا ہے مرنے کے بعد سب تکلیف دہ رہ جاتا ہے۔

اللہ کا ذکر علاج ہے۔ مشقہ اور حرام مال سے بچ کر ہر حرام کھانے سے حیوات کی توفیق و باقی مسئلہ پر

خطبہ جمعہ المبارک

(از منقش قرآن مولانا حبیب الرحمن صاحب لاہور)

احسانِ فرض

برادران اسلام اور معزز خواتین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ
آج کی مروضات کا عنوان احسانِ فرض ہے۔ انسان کا فرض
ہے کہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو بکھیرے اور انہیں عملی جامہ
پنانے کی کوشش کرے جب تک کہ وہ تمام اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں کی
ذمہ داریوں کو سمجھتا ہے۔ اسی لئے ہر چیز سے اس کے مناسب
حالی کام لیتا ہے۔ مٹی کے برتن سے پانی کو گھونٹنے سے
کام لیتا ہے اور سفر جلدی طے کرنا ہو تو گھوڑے سے کام
لیتا ہے۔ ریگستان میں سفر کرنا ہو تو اونٹ سے کام لیتا ہے
علیٰ ہذا القیاس اسے اپنے مشق بھی سوچنا چاہئے کہ میں کس کام
کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔

انبیاء علیہم السلام کی رہنمائی

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انبیاء علیہم السلام کو اس لئے
مبعوث فرمایا ہے تاکہ اس دور کے انسانوں کو ان کے فرائض
حیات سے آگاہ کریں۔ اور فرائض حیات انسانی کا اصلی
نظام الاوقات دہر و گرام، کتب سادہ کی صورت میں نازل
ہوتا رہا۔ انبیاء علیہم السلام بحیثیت معلم کتب سادہ کے
ہونے کے اس نظام الاوقات کو انسانوں تک پہنچانے میں
اور اس کا مطلب واضح فرماتے رہے۔ اور اس نظام الاوقات
پر عمل کر کے دکھاتے رہے۔ جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام
کے امتحان فی پیش کردہ نظام الاوقات انسانیت کو دل سے
مان لیا وہ ان سے مومن کہلائے۔ جنہوں نے اس کے تسلیم
کرنے سے انکار کیا۔ انہیں کافر کے لقب سے پکارا گیا۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ مومنوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام
راضی رہے اور دنیا میں بارگاہ الہی سے عزت اور آخرت
میں نجات کا وعدہ اور جنت کے داخلہ کا ٹکٹ مل گیا اور
جو کافر ہوئے ان کے لئے دنیا میں ذلت آخرت میں عذاب
اور جہنم کے داخلہ کی اطلاع دی گئی۔

علیٰ ہذا القیاس

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشت کی
غرض بھی وہی ہے جو انبیاء سابقین علیہم السلام کی تھی کہ انسانوں کو
ان کے فرائض انسانیت سے آگاہ کیا جائے۔ فرائض انسانیت پر
مطلع کرنے کے لئے آسمان سے جو نظام الاوقات دہر و گرام

کے بالکل خلاف ہوں گی۔ اس لئے حدیث رسول اور سنت
رسول بھی آج تک مسلمانوں میں محفوظ چلی آرہی ہیں۔ اور علماء
دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی برکت سے یہ تینوں چیزیں محفوظ ہیں۔
قرآن مجید کے الفاظ کی حفاظت میں حفاظ قرآن مجید کا بھی
کافی حصہ ہے۔ مگر حدیث رسول اور سنت رسول کے
محافظ تو فقط محدثین حضرات رہے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ
ہر مستند عالم آپ کو ایک ایک حدیث کی سند رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ کر ثابت کر کے دکھا دے گا۔ کہ
واقعی یہ چیز آپ کے مبارک زمانہ سے چلی آرہی ہے۔ انہی
حضرات کی روحانی نسل انشاء اللہ تعالیٰ ان تینوں مبارک
چیزوں کی حفاظت کرتی چلی جائے گی۔

عقیدہ باطلہ انکار حدیث

میری سابقہ مروضات سے آپ اس نتیجہ پر یقیناً پہنچ گئے
ہوں گے کہ منکرین حدیث کا خیال بالکل باطل ہے کہ سوائے
قرآن مجید کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث یا اس کی سنت
کی ہیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ منکرین حدیث بدعتیہ یہ
چاہتے ہیں کہ فقط مسلمان کہلانے کے لئے قرآن مجید کا نام تو
لیتے رہیں۔ مگر اس کی تفصیل و تشریح جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمائی ہے اس سے اپنے آپ کو آنا کر لیں۔
اور آپ کی سنت کے اتباع کی جڑ بندی سے نکل جائیں۔
اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے ورنہ دنیا میں بھی پھیل
ہوں گے کیونکہ حق پرست علماء کرام ان کی توہین اور تذلیل
کرتے رہیں گے بقول شخصے: لعل فرعون موصی جب فرعون
مذاج کوئی شخص دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو موسیٰ صفت کے
حامل علماء کرام بھی اس کی تذلیل اور تحقیر کے لئے اللہ تعالیٰ
پیدا کر دیتا ہے جو ایسے فرعون مزاجوں کو ذلیل کرتے رہتے
ہیں اور آخرت میں ان لمحوں کے لئے دوزخ ہے افسوس
لا جئنا منہم۔ یہ فقط حدیث اور سنت رسول کے ہی
خلاف نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان واجب الاطاعت
یعنی قرآن مجید کے ان حصوں کے بس مخالف ہیں جن میں حکم
دیا گیا ہے کہ میرا حکم مانو، اور میری کتابوں کا اتباع کرو
اور میرے انبیاء علیہم السلام اور آج کل کے دور میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلو۔ لہذا پیغمبر
کی حدیث اور سنت کے اتباع کا انکار دراصل قرآن مجید
کے ان حصوں کا بھی انکار ہے جن میں انبیاء علیہم السلام کے
اتباع کا حکم ہوتا ہے۔ لہذا منکرین حدیث قرآن مجید کے بعض
حصوں پر عمل کرنے کے منکر ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ قرآن
مجید کے ایک لفظ کے انکار کے لئے بھی انسان اسلام
خارج ہو جاتا ہے چنانچہ اس کے کئی حصوں کا انکار کیا جائے
چنانچہ میں نے ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ کے خطبہ جمعہ میں
قرآن مجید میں سے وہ مقامات پیش کئے ہیں جن سے ثابت
ہوتا ہے کہ کتب سادہ کی اتباع میں انبیاء علیہم السلام کا
اتباع بھی لازمی ہے کیونکہ کتاب الہی کا مطلب تو وہی حضرت
بیان فرماتے ہیں جو اس کے مطابق عمل بھی کر کے دکھاتے
ہیں۔ اور میرا وہ خطبہ فوائد پاکستان میں شائع ہو
چکا ہے۔

مرتب ہو کر آیا ہے اس کا نام قرآن مجید ہے اور اس کی تفصیل و
تشریح بحیثیت معلم قرآن ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی زبان مبارک سے انسانوں کو معلوم ہوئی جس کا نام حدیث
رسول ہے اور حضور راہِ نور نے عملی طور پر جو نمونہ لوگوں کے
سامنے پیش فرمایا ہے اسے سنت رسول کے نام سے تعبیر کیا
جاتا ہے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تین چیزوں
کا تسلیم کرنا ضروری اور لازمی ہو گیا۔ قرآن مجید۔ حدیث نبوی
کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تین دراصل ایک ہی ہیں

گذشتہ چند سطروں میں جو میں نے تین چیزیں عرض کی ہیں وہ
دراصل ایک ہی ہیں۔ اصل چیز قرآن مجید کو پورے کا پورا تسلیم
کرنا یہ ہمارا ایمان ہے اور قرآن مجید کی جو وضاحت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہوئی وہ علمی شرح
قرآن ہے اور آپ نے قرآن مجید پر جو عمل کر کے دکھا یا وہ
دراصل عملی شرح قرآن ہے لہذا ثابت ہو گیا کہ تین چیزیں در
اصل ایک ہی ہیں۔

تینوں کی حفاظت

قرآن تعالیٰ (انا نحن نزلنا الذکر وانا نحن نھفظون) سورہ
الحجر رکوع چارہم، ترجمہ: بیشک ہم نے یہ نصیحت (قرآن مجید)
اتاری ہے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔ جب اللہ جل جلالہ
نے اس قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے تو قرآن مجید کے الفاظ
تو یقیناً محفوظ رہیں گے۔ جو بفضلہ تعالیٰ آج تک محفوظ ہیں دنیا
کے جس حصہ میں آپ جاتیں ہیں قرآن مجید جو پاکستان میں موجود
ہے یہی مصر، شام، ترکی، یورپ، امریکہ وغیرہ میں بھی بے
شک کا۔ آج اس کے نزول کو جو صدیوں ہند گزر رہی ہے۔
الحمد للہ جس طرح جو دھویں حدیث تک محفوظ رہا ہے اسی طرح
قیامت تک محفوظ رہے گا۔ وَمَنْ أَمْسَقَ مِنْ اللَّه
حدیث۔ سورۃ النساء رکوع چارہم، ترجمہ: اور
اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے اور جب تک اس
کی علمی وضاحت و حدیث شریف اور عملی شرح و سنت
رسول، محفوظ نہ رہے اس وقت تک قرآن مجید میں جو اللہ
جل شانہ کی مراد ہے وہ محفوظ نہیں رہ سکتی ورنہ انسانی نسل
اپنے اپنے مطلب اور اپنی اپنی اغراض کو پورا کرنے کے لئے
قرآن مجید کی ایسی ایسی تاویلیں کرے گی جو اللہ تعالیٰ کی مرضی

فرائض انسانی کی تفصیل

جو قرآن مجید میں ہے

نمبر داران فرائض کی فہرست عرض کر دیتا ہوں تاکہ ہر شخص اپنا منہ اس آئینہ میں دیکھے اور فیصلہ کر لے کہ میں اصلی مسلمان ہوں یا نقلی اور رسمی

پہلا فرض

معرفت الہی

برادران اسلام واقعہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان خدا تعالیٰ کو جانتے ہیں مگر کما حقہ پہچانتے نہیں۔ اسی لئے جو تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے بند ہے کو رکھنا چاہئے دوسرے سے بھی رکھ لیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عقیدہ توحید میں شرک مل جاتا ہے۔ حالانکہ نجات آخرت کے لئے عقیدہ توحید کا خالص ہونا ضروری ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی چند صفات عرض کر دیتا ہوں۔ جن کا تسلیم کرنا ایک مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے

قرآن تعالیٰ (وَمَا يَكُنْ فَيُحْيِي فَقَدْ رُءُو تَقْدِيرًا) سورۃ الفرقان رکوع ۱۱ بارہ ملا ترجمہ:- اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازہ پر قائم کر دیا۔

اللہ تعالیٰ سارے جہاں کا مالک ہے

قرآن تعالیٰ (وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالدَّرَجٰتِ مَابَيْنَهُنَّ اُولٰٓئِكَ الْمَصٰوِرُ) سورۃ المائدہ رکوع ۱۱ بارہ ملا ترجمہ:- اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

نفع اور نقصان فقط

اللہ کے اختیار میں ہے

قرآن تعالیٰ (وَاِنْ يَّسَّسْكَ اللّٰهُ بَضْرً فَلَا كَاشِفَ لَهَا اِلَّاهُ وَاِنْ يَّزِدْ لَكَ بَضْرً فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ط) سورۃ بقرہ رکوع ۱۱ بارہ ملا ترجمہ:- اور اگر اللہ تمہیں کوئی بکھیر دے تو اس کے سوا اسے پھیرنے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچا نا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔

رزق کی کشادگی اور تنگی

فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

قرآن تعالیٰ (اللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ ط) سورۃ الرعد رکوع ۱۱ بارہ ملا ترجمہ:- اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے۔

بیمار کو اللہ تعالیٰ ہی شفا دیتا ہے

قرآن تعالیٰ (وَإِذَا مَرَضْتَ فَعَلَىٰ شَيْفِئِن) سورۃ الشوریٰ رکوع ۱۱ بارہ ملا

ترجمہ:- (ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا) اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی اولاد نہیں دے سکتا

قرآن تعالیٰ (وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالدَّرَجٰتِ ط) سورۃ البقرہ رکوع ۱۱ بارہ ملا

ترجمہ:- آسمانوں اور زمین میں اللہ کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے (رکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ خبردار قدرت والا ہے۔

حاجت روائی کیلئے اللہ تعالیٰ کو پکارو

قرآن تعالیٰ (وَقَالَ رَبِّكُمُ احْمَدُوْنِ اسْتَجِبْ لَكُمْ) سورۃ المؤمن رکوع ۱۱ بارہ ملا ترجمہ:- اور تمہارے رب سے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو مست پکارو

قرآن تعالیٰ (وَإِنِ الْمَسْجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ط) سورۃ الحج رکوع ۱۱ بارہ ملا

ترجمہ:- اور بیشک مسجد میں اللہ کے لئے ہیں۔ پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

عبادت فقط اللہ تعالیٰ کی کرو

قرآن تعالیٰ (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اَرْضُوْا وَاَسْمِعُوْا فَاِذَا حُذِرْتُمْ فَذٰكِرٌ ط) سورۃ الحج رکوع ۱۱ بارہ ملا

ترجمہ:- اے میرے بندو، جو ایمان لائے ہو میری زمین کشادہ ہے پس میری ہی عبادت کرو۔

نوصفتیں

برادران اسلام! میں اپنے عرض کر چکا ہوں کہ اکثر مسلمان اللہ تعالیٰ کو جانتے تو ہیں مگر اسے کما حقہ پہچانتے نہیں اس لئے کثرت کلمہ پڑھنے کے باوجود مشرک میں مبتلا نظر آتے ہیں یعنی عقیدہ توحید ان کا خالص نہیں رہتا جو کہ نجات کا سنگ بنیاد ہے۔ اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ کی نوصفتیں عرض کر دی ہیں تاکہ ہر مسلمان کے دل میں توحید کا نور خالص پیدا ہو جائے۔ اور اکثر مسلمان انہیں صفات میں غیر اللہ کو متصف مان کر ظلمت شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

دوسرا فرض

در اصل انسان فقط عبادت کیلئے پیدا ہوا ہے

قرآن تعالیٰ (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْا ط) سورۃ الذاریت رکوع ۱۱ بارہ ملا ترجمہ:- اور میں نے جن کو انسان کو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

سب سے پہلے اور سب سے ضروری

برادران اسلام! اور معزز خواتین! انسان کی یہ عادت ہے کہ جس کام کے لئے کہیں جاتا ہے تو سب سے پہلے وہ کام کرتا ہے جس کے لئے وہاں گیا ہے۔ اور سب کاموں میں سب سے ضروری اس کام کو سمجھتا ہے جس کے کرنے کے لئے وہاں گیا ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنے گاؤں سے عدالت میں شہادت دینے کے لئے کسی شہر میں جاتا ہے۔ جب اس شہر میں جا گیا تو جو شخص اس سے پہلے گاکہ آج اس شہر میں کیوں آئے ہو تو سب دوستوں کو یہی جواب دے گا کہ میں عدالت میں ایک شہادت دینے کے لئے آیا تھا۔ اس طرح ہر مرد و عورت مسلمان کو یہ سبق ہر دم یاد رکھنا چاہئے کہ میں اس دنیا میں محض عبادت کے لئے آیا ہوں۔ اور وہ شخص سب سے پہلے عدالت میں شہادت دینے کے لئے جایگا۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد اگر دوسرے کام کا موقع مل گیا تو بہتر ورنہ اس کام کو چھوڑ کر واپس آ جائے گا۔ مثلاً جب شہر میں جا رہا تھا تو بیوی نے چند سووے لانے کی فرمائش میں کر دی تھی۔ جب خالی ہاتھ واپس آتا ہے تو بیوی کو کہتا ہے کہ میں تمہارے سووے کیسے لاتا۔ عدالت سے مجھے فراغت ہی ایسے وقت میں ہوئی تھی کہ دوڑ کر شکل گاڑی پر سوار ہو سکا ہوں۔ اسی طرح ہر مسلمان عورت اور مرد کا فرض ہے کہ اول اللہ تعالیٰ کی بندگی کا نظام الاحکام (پر وگرام) پورا کرے اس کے بعد وقت بیکے تو دنیا کا کام ہے شک کرے اور نہ بیکے تو دنیا کا کام رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ایسے شخص کو عقل مند کہا جاتا ہے۔

اکثر پاگل ہیں

میں احباب کی جلسوں میں کہا کرتا ہوں کہ آج کل کے مسلمانوں میں کوئی کوئی عقل مند ہے۔ ورنہ اکثر پاگل ہیں کسی شاعر نے کہا ہے

کنند ہم جنس باہم جنس پر واز

کبوتر با کبوتر باز یا باز!

یعنی اڑتے وقت ہر قسم کا جانور اپنی جنس کے ساتھ اڑتا ہے۔ کبوتروں کی ڈالیں الگ ہوتی ہیں۔ طوطوں کی الگ وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح جو کہ موجودہ دور کے مسلمان اکثر پاگل ہیں اس لئے پاگلوں سے راہ و رسم۔ کھنے پینے خوش رہتے ہیں اور عقل مند کو پاگل کہتے ہیں۔

کیوں پاگل ہیں

پاگل اسے کہتے ہیں جو کام اسے کرنا چاہئے۔ وہ ہر گونہ کرے خواہ آپ اسے ہزار مرتبہ بھائییں۔ اور جو کام نہ کرنا

چاہئے وہ ضرور ہی کرے خواہ اسے ہزار دفعہ منع کریں۔
مثلاً پاگل سے آپ کہیں کہ لگی کپڑوں میں سادہ اور آوارہ مرت
پھر اگر وہ دن کو غفلت کر کے شام کو مزدوری لیکر بال بچوں
میں بیٹھ کر کھایا کرو۔ کیا وہ آپ کے بھانسنے پر واقعی آوارہ
گردی چھوڑ کر مزدوری کرنے لگ جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ لیکن
اسی طرح عام انسانوں کو دیکھ لیجئے۔ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ
انسان اس جہان میں محض عبادت کے لئے آیا ہے۔ سب
بہل فرض انسان کا عبادت ہے۔ اس کے بعد جو وقت بچے
کسب معاش کے لئے بیشک ہاتھ پاؤں مارے۔ اللہ تعالیٰ
اپنے فضل و کرم سے حلال کے تھوڑے سے رزق میں کثرت
ڈال دے گا۔ اور ضرورتیں پوری ہو ہی جائیں گی۔ اس
آئینے میں موجودہ زمانے کے مردوں اور عورتوں کو دیکھئے
کہ عبادت تو یاد ہی نہیں۔ ہر ایک کے دل و دماغ سے دنی
روٹی کی صدا آ رہی ہے۔ جو کام کرنا چاہئے وہ تو کرتے نہیں
یعنی عبادت۔ اور جس کی فکر بعد از فراغت نمبر دوم ہوئی چاہئے
تھی۔ وہ نمبر اول پر لائے ہوئے ہیں۔ اور اس کے لئے
دن رات سرگردان اور پریشان پھر رہے ہیں۔ لڑکے اور
لڑکیوں کو کٹر شہادت بھی نہ آئے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر
خدا کرے کہ وہ بڑوں کی۔ اسے کی ڈگری پائیں تاکہ عزت سے
روٹی کما کر کھا سکیں۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ پاگل آدمی عقلمند
کو پاگل سمجھتا ہے۔ چنانچہ آج کل کے دور میں بالخصوص علمائے
کرام کو بے ایمان کہا جاتا ہے۔ مولوی بڑے بے ایمان
ہیں۔ مولوی کا فقط یہ قصور ہے کہ وہ قرآن مجید کی طرف
توجہ دلاتا ہے کہ اس کو پڑھو اور اس پر عمل کرو۔ نماز باقاعدہ
پڑھو۔ روزے باقاعدہ رکھو۔ زکوٰۃ جو فرض ہے اس کی
پانی پانی حساب کر کے دو۔ مولوی ہیں باقی کتنا ہے جس پر
اسے بے ایمان کہتے ہو۔ کیا مولوی نہیں یہ کہتا ہے کہ شراب
پہلے سے زیادہ پیو۔ رشوت پہلے سے زیادہ لیا و دے۔ بیکاری
پہلے سے زیادہ کرو۔ نفوذِ بادشاہ من ذلک۔ فقط مولوی
کو بے ایمان کہتے ہیں۔ باقی یہ شرابی۔ زانی۔ رشتہ تیں
کھانے والے۔ ڈانٹیں کھیلنے والے سب ایماندار ہیں۔
اسی لئے میں انہیں پاگل کہتا ہوں۔ کہ بے ایمانیاں
ساری آپ کرتے ہیں اور بے ایمان الٹا ایمانداروں کو
کہتے ہیں۔

اس پاگل پنے کا نتیجہ

قرآن تعالیٰ (علما اتقی فیہا فوج سالک من خیر متہا الم
یا تمک مذہبہ قالوا بلی قد جاءنا نذیرہ فکذبنا
وقتلنا من نزل اللہ من شیخ ج ان انتم الاغی
فضل کبیر) سورة الملک رکوع ۱۱ پارہ ۱۱
ترجمہ۔ جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا۔ تو ان سے
دوزخ کے مادہ پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس کوئی
ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں بیشک ہمارے
پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ پھر ہم نے جھٹلایا اور کہہ دیا
کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا تم خود بڑی گمراہی میں
پڑے ہوئے ہو۔
حاصل یہ نکلا کہ آج بولنگ قرآن مجید کی تعلیم و تبلیغ

کرنے والے علماء کرام کو حقارت و نفرت کی نگاہ سے دیکھتے
ہیں۔ اور انہیں ذلیل سمجھ کر ان کی آوارگی قدر نہیں کرتے۔
قیامت کے دن انہیں علماء کرام مبلغین کی قدر محسوس ہوگی
مگر کیا وقت پھر آتا نہیں۔

قیامت کے دن مبلغین قرآن کی قدر

قرآن تعالیٰ (وقالوا لو کنا نسمع او نعلم ما کنا فی
اصحاب الصغیر) سورة الملک رکوع ۱۱ پارہ ۱۱
ترجمہ۔ اور کہیں گے اگر ہم نے سنا تھا ہوتا تو ہم دوزخوں
میں نہ جوتے۔ دیکھ لیجئے علماء دین سے متفرق اور نفرت
پھیلانے والا بے دین طبقہ قیامت کے دن اپنی موجودہ
حرکت پر تادم ہوگا مگر اس وقت یہ ندامت کام نہیں آئیگی۔

دنیا میں واپس آنے کی درخواست اور اس کی نامطوری

قرآن تعالیٰ (الم تکن ایتقی تتلی میکم فلکنتم بہا
تکذبون) قالوا ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا
قومًا ضالین ہ ربنا اخرجنا منہا فان حدنا
فانا ظالمون ہ قال اخذوا فیہا ولا تکلمون ہ)
سورة المؤمنون پارہ ۱۱۔ ترجمہ۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں
نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے
اے ہمارے رب ہم پر ہماری بد بختی غالب آگئی تھی۔ اور
ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال
دے۔ اگر پھر کریں تو بے شک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔
اس میں جھگڑا رہے ہوئے بڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔

دعا

کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ موجودہ وقت کے بے دینوں کو
علماء کرام کے سامنے زانوئے ادب تہ کر کے قرآن مجید
کے پڑھنے سمجھنے اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے کی توفیق
عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

تیسرا فرض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری بھی مسلمان کا فرض
میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی تابعداری کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ ان سطور
سے پہلے منکرین حدیث کو باطل پرست اور غلط کار ثابت
کر چکا ہوں۔

کیوں

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
تابعداری کے بغیر اس لئے نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ
کی کلام پاک کا صحیح مطلب فقط وہ ہو سکتا ہے۔ جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائیں۔ اور اس پر عمل
کرنے کا طریقہ بھی وہ ہی صحیح ہو سکتا ہے جو آپ عمل کر کے
دکھائیں۔ اس لئے صحیح اور اصل اسلام یہی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائیں حدیث شریفہ، اس پر
دل سے مخلصانہ لگاؤ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

دکھائیں۔ واما علینا الا البلاغ۔

چوتھا فرض

حقوق العباد

ماں باپ کا حق

اللہ جل شانہ اور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ
والسلام کی تابعداری کے بعد انسانوں کے جو حقوق ہمارے
ذمہ ہیں ان کا ادا کرنا بھی مسلمانوں کا عین فرض ہے۔ ان
میں سب سے پہلے ماں باپ کا حق ہے۔

قرآن تعالیٰ :- (وقضی ذلک الا تعبدوا الا
ایاہ وبالوالدین احسانا لما یبلغن عندک الکبر
احدہما او کلہما فلا تقل لہما اف ولا تعجزہما
وقل لہما قولا یمینا واخف لہما جناح الذل من
الرحمة وقل رب ارحمہما کما یرتقی حسنیہما)
سورة بنی اسرائیل رکوع ۱۱ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور تمہارا بپ فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی
عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اگر تیرے
سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں انہیں
اُف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو۔ اور ان سے ادب سے
بات کرو۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے
ساتھ جھکے رہو۔ اور کولے میرے رب جو طرح انہوں
نے مجھے بچپن میں پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

تعلیم یافتہ نوجوانوں سے سوال

پاکستان تو ماشاء اللہ اب بننا ہے۔ میں تعلیم یافتہ نوجوانوں
سے سوال کرتا ہوں کیا انگریز نے تیس تیس ہزار لاکھ روپے
تک کہیں ماں باپ کے ادب کی یہ تعلیم دی تھی؟ حالانکہ یہ
تعلیم اتنی اشد ضروری ہے۔ کہ ماں باپ کی ناراضگی کا ایک
جوہر ہی خدا تعالیٰ کے غضب کو جوش میں لائے اور دوزخ
میں پہنچانے کے لئے کافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد ہے

ہما جنتک و نارک ؟

یہ ماں باپ ہی تیرا بہشت ہیں اور یہی تیرا دوزخ ہیں۔

یعنی

اگر ان دونوں کو خوش رکھے گا تو بہشت میں جائیگا اور
اگر انہیں ناراض کرے گا تو دوزخ میں جائیگا۔

اولاد کا حق

ماں باپ کا فرض ہے کہ اولاد کو قرآن مجید اور سنت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دلایں۔ اسی لئے میں کہتا ہوں۔
کہ دین کی تعلیم دلانا اور دیندار بنانے کی کوشش کرنا ماں باپ
کا فرض ہے تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے
راضی رکھنے کا سلیقہ آجائے۔ اگر بالفرض ماں باپ نے
کسب معاش کے لئے کوئی کسب نہ بھی سکھایا تو جب انہیں
بھوک ستائے گی تو کوئی نہ کوئی جیلہ کسب معاش کے لئے
خود تجویز کریں گے۔ اور کہہ کر دکھائیں گے۔ اور اگر ماں باپ
نے وہیں نہ سکھایا اور روٹی کمانے کا ذریعہ سکھایا تو مرتے

وہ تک وہ دین سیکھنے کے لئے مجبور نہیں ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم سے ہر انسان کی طرف سے لازمہ اٹھایا ہوا ہے۔ وہ موجد، مشرک، مومن، کافر، کفر خدا کی ہستی کا انکار کرنے والوں کو بھی ضروریات زندگی کا سامنا دینا رہتا ہے۔ البتہ مومن کے بعد ان کے بیٹوں کو محسوس ہوگا کہ ہم نے غلطی کی کہ اللہ تعالیٰ کا دین نہ سیکھا۔ کیونکہ ان کی قربانی دینی کے باعث دوزخ کا گڑھا بنے گی۔

بے دین ماں باپ کو مجرم قرار دیکر ان پر لعنت بھیجیں گے

قرآن تعالیٰ (یوم تقلب وجہہم فی النار یقولون یتیمنا اطمنا اللہ واطمنا الرسول۔ وقلوا ربنا انا اطمنا ماخذنا وکبراء ناخا ضلونا السبیل۔ ربنا انا اطمنا ضعیفین من العذاب والعنہم لعنا کیوں؟) سورۃ الاحزاب کو دیکھ کر بارہ صلا۔ ترجمہ۔ جس دن ان کے منہ آگ میں اٹھائے جائیں گے۔ کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

بالکل واضح ہے کہ قیامت کے دن بے دین اپنے جہنم رسید ہونے کا سب سے بڑا سبب ماں باپ کی غلط تعلیم کو قرار دیں گے کہ انہوں نے ہمیں دین نہ سکھایا۔ اور غلط راستے پر ڈالا۔

اولاد کی مذہبی تعلیم کو نظر انداز کرنے والوں

کے لئے عبرت

آج کل عموماً مرد اور عورتیں اپنی اولاد کو سکولوں اور کالجوں کی تعلیم دلانے کے لئے شائق ہیں۔ لڑکی یا لڑکے کو کچھ شہادت بھی نہ آئے۔ نمائیا ہو نہ ہو۔ پڑھے یا نہ پڑھے قرآن ناظرہ بھی خواہ نہ پڑھا جائے۔ مگر بی۔ اے کی ڈگری پا کر آئے۔ ماں باپ بھی سمجھتے ہیں کہ لڑکی یا لڑکا اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہو گئے ہیں۔ اور انہیں بھی ناز ہوتا ہے کہ ہم نے تعلیم کی اعلیٰ ڈگری حاصل کر لی ہے۔ اسی خیال کے ماں باپ گذشتہ آیات کو ذرا غور سے پڑھیں۔ اور عبرت حاصل کر لیں اور اپنے بچوں کی اصلاح کریں۔ واطمنا اللہ البلاغ خاوند کا حق

قرآن تعالیٰ۔ (ذالضحاقت قتلناک فغیب بما حفظ اللہ) سورۃ النساء کو دیکھ کر بارہ صلا۔ ترجمہ۔ پھر جو عورتیں نیک ہیں وہ مردوں کی تابعدار ہیں۔ پیٹھ پیچھے اللہ کی نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ یعنی جو عورتیں نیک ہیں وہ مردوں کی تابعداری کرتی ہیں۔ اور اللہ کے حکم کے موافق خاوند کے پیٹھ پیچھے اس کی رضا کے موافق اپنے نفس اور خاوند کے مال کی حفاظت

کرتی ہیں۔ اپنے نفس امارت زوج میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتیں۔

بیوی کا حق

قرآن تعالیٰ۔

(وعاشروھن بالمعروف) سورۃ النساء کو دیکھ کر بارہ صلا۔ ترجمہ۔ اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو۔

قرآن تعالیٰ۔ (ولا تمسکواھن ضراً ولا تعتدوا) الایۃ سورۃ البقرۃ کو دیکھ کر بارہ صلا۔ ترجمہ۔ اور انہیں تکلیف دینے کے لئے نہ دوکو۔ تاکہ تم سختی نہ کرو۔

توازن

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے حقوق میں عجیب توازن قائم کر دیا ہے۔ اگر دونوں اس توازن پر قائم رہیں۔ تو گھر میں کبھی جھگڑا پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ برادران اسلام۔ میں کہتا ہوں کہ عموماً گھروں کی لڑائی میاں یا بیوی کے گناہ کی شامت ہوتی ہے۔ اگر دونوں دیندار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے ہوں۔ اور احکام شریعہ کی پوری پابندی کریں تو انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اس گھر میں لڑائی نہیں ہوگی بلکہ امن اور چین ہوگا۔

رشتہ داروں کا حق

قرآن تعالیٰ۔ (وأت ذوالقرنیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذروا من ذلک ما بیکم ان المسکین کا لاف اسخوات الشیطین وکانت الشیطین لربہن کھنوا) سورۃ بنی اسرائیل کو دیکھ کر بارہ صلا۔ ترجمہ۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دینا اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔

مسلمانوں کے افلاس کا باعث

اکثر آپ دیکھیں گے کہ مسلمانوں کی ناداری کا باعث برادری کی رسیں پوری کرنے کے لئے فضول خرچی کرنا ہے۔ مثلاً شادی اور غمی میں باوجودیکہ توفیق نہیں ہوتی۔ پھر قرض لیکر وہ رسیں پوری کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اگر نہیں کہتے تو ناک کتنی ہے۔ تقسیم سے پہلے اسی فضول خرچی کے باعث ہر سال مسلمان سترہ کروڑ روپیہ فقط اپنے قرضہ کا سود ادا کرتا تھا۔ اور قرض بجالا رہتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ پاکستان بننے کی برکت سے مسلمان اس قرضے سے بے باقی ہو گیا ہے۔

پانچواں فرض

حلال رزق کھانا

قرآن تعالیٰ۔ (یا ایہا الناس کلوا مما فی الارض

حلالاً طیباً ولا تتبعوا خطوات الشیطین) (انما نکم عند قومین) سورۃ البقرۃ کو دیکھ کر بارہ صلا۔ ترجمہ۔ اے لوگو! ان چیزوں میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال پاکیزہ ہیں۔ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

فرضِ حین

رزق حلال کھانا انسان کا فرضِ حین ہے۔ اس کی خلاف ورزی کرنا حرام ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا۔ کہ آدمی اس بات کی پروا نہ کریں گے کہ جو اس نے حاصل کیا ہے وہ حلال ہے یا حرام ہے۔ رواہ البخاری۔

جانباز سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ گوشت بہشت میں نہیں جائے گا۔ جس نے حرام مال سے تربیت پائی ہے۔ اور ہر وہ گوشت جو حرام کے مال سے پیدا ہوا ہے۔ اسے آگ (یعنی دوزخ) سمیٹنے کے لئے لے لیا وہ مستحق ہے۔ رواہ احمد والدارمی والبیہقی

آخری دعا

برادران اسلام۔ میں آج کی عمر و فضا میں آپ کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ذمہ داریوں کی جو فرست عرض کر چکا ہوں۔ اگر ان پر توفیق کے مطابق عمل کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوگا اور انسان بخشا جائے گا۔ واطمنا اللہ البلاغ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(بقیہ امام بخاری ص ۷۷ سے آگے)

اپنے عزیزوں کے اصرار پر سمرقند کے ایک چھوٹے سے گاؤں خرتک پہنچے۔ چند روز ہی گزر پائے تھے کہ آپ بیمار ہو گئے۔ بیماری کی شدت نے آپ کو بہت نحیف و ناتواں کر دیا۔ آپ نے کبیدہ خاطر ہو کر ایک بار گاہ الہی میں عرض کیا کہ اے اللہ العالمین میرے لئے تیر سی زمین کی دسٹیں بھرو جو ہو گئیں۔ اب مجھے اٹھائے۔ اسی حالت میں اہل سمرقند نے سمرقند آئے کی دعوت دی آپ نے جانے کا ارادہ بھی کر لیا۔ مگر روانگی کے خیال سے جب گھوڑے پر سوار ہونے لگے۔ تو طبیعت ناگوار ہو گئی۔ آپ نے فرمایا مجھے سادہ لوگوں نے لایا۔ طبیعت بگڑ گئی اور آخر کار ارشاد فرمایا کہ آپ نے اس دنیا کو خیر باد کہہ دیا۔ آپ کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ اگلے روز بڑے تڑک و احتشام سے آپ کو جنازہ اٹھایا گیا۔ اور اہل سمرقند نے حدیث کے اس زبردست خزانے کو نماز ظہر کے بعد سپرد خاک کر دیا۔

کل من علیہا فان ویبقی وجہ دیک فوالجلال والاکرام۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خصوصیات

خطبہ جمعہ المبارک مولانا احمد علی صاحب خطیب مشیخ الاسلام و وزیر امور امیر انجمن خدام الدین لاہور

خصوصیات سے مراد وہ چیزیں ہیں جو سوائے مسلمانوں کے اور کسی قوم میں نہیں پائی جاتیں۔

پہلی

تمام انبیاء علیہم السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کا وعدہ لیا گیا

قرآن تعالیٰ (وَاِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِنْكَ الصَّيْثَينِ لَمَّا اتَيْتَکُمْ مِنْ کُتُبٍ وَحِکْمَةٍ تَمَّ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ لَمَّا مَعَكُمْ لَتَتَّوَمَّنَّ مِنْهُ فَبُذِلَ لَکُمْ اَقْرَبُ نَارًا قَالِیْنَا فَاصْهَدْ وَاَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ ترجمہ :- اور جب اللہ نے نبیوں سے وعدہ لیا۔ اللہ جو کچھ میں تمہیں کتاب اور علم سے دوں۔ پھر تمہارے پاس پیغمبر آئے۔ جو اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہو۔ جو تمہارے پاس ہے۔ اللہ اس پر ایمان لے آنا۔ اور اللہ اس کی مدد کرنا۔ فرمایا۔ کیا تم نے اقرار کیا۔ اور اس شرط پر میرا وعدہ قبول کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ اللہ نے فرمایا تو اب تم گواہ رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

سورۃ آل عمران رکوع ۵ پارہ ۳ اس آیت شریفہ کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا وعدہ لیا۔

شیخ الاسلام کی تائید

شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے خود پیغمبروں سے بھی یہ پختہ وعدہ لے چھوڑا ہے کہ جب تم میں سے کسی نبی کے بعد دوسرا نبی آئے دیکھنا پہلے انبیاء اودان کی کتابوں کی اجمالاً یا تفصیلاً تصدیق کرنا ہوا آئے گا، تو ضرور دیکھے کہ پہلا نبی پچھلے کی صداقت پر ایمان لائے اور اس کی مدد کرے۔ اگر۔۔۔۔۔ اس کا زمانہ پہلے تو بذات خود بھی، اور نہ پاسے، تو اپنی امت کو پوری طرح ہدایت و تاکید کر جائے کہ بعد میں آنے والے پیغمبر پر ایمان لاکر اس کی اطاعت و نصرت کرنا۔ کہ یہ وصیت کر جاتا بھی اس کی مدد میں داخل ہے۔ اس عام قاعدہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عندیہ بلا مشناہ تمام سابقین سے لیا گیا ہوگا۔ اور انہوں نے اپنی اپنی امتوں سے یہی قول و قرار لئے ہوں گے۔ کیونکہ

ایک آپ ہی کی محزون الکمال ہستی تھی جو عالم غیب میں سب سے پہلے اور عالم شہادت میں سب انبیاء کے بعد جلوہ افروز ہونے والی تھی۔ اور جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ تھا۔ اور آپ ہی کا وجود مسعود تمام انبیاء سابقین اور کتب سابقہ کی حقیقت پر مقرر تصدیق ثابت کرنے والا تھا۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ وغیرہ سے منقول ہے کہ اس قسم کا وعدہ انبیاء سے لیا گیا۔ اور خود آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر آج موسیٰؑ زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے بدلہ چارہ نہ تھا۔ اور فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے۔ تو کتاب اللہ (قرآن کریم) اور تمہارے نبی کی سنت پر فیصلہ کریں گے۔ محشر میں شفاعت کرنے کے لئے پیش قدمی کرنا اور تمام نبی آدم کا آپ کے جھنڈے تلے جمع ہونا۔ اور شب معراج میں بیت المقدس کے اندر تمام انبیاء کی امامت کرنا حضورؐ کی اسی سیادت عامہ اور امامت عظمیٰ کے آثار میں سے ہے۔

دوسری

ہمارے حقیر العالمین کی بعثت تمام اقوام عالم کیلئے ہے

قرآن تعالیٰ :- (قُلْ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَیْسَ لَکُمُ السُّوْلٰتُ وَاَلْاَرْضُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ حَیُّ الَّذِیْ یُحِیُّ وَیَمِیْتُ) الایۃ سورۃ الاعراف رکوع ۳ پارہ ۵ ترجمہ :- کہدو۔ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام اقوام کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ بخلاف انبیاء سابقین علیہم السلام کے۔ ان کی دعوت کا دائرہ فقط اپنی امت تک محدود ہوتا تھا۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام فقط بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ سورۃ صافات کے رکوع ۳ پارہ ۳ میں فرماتے ہیں۔ اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم اس بات کو بھی مانتے ہو کہ مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان بھی سورۃ صافات رکوع ۳ پارہ ۳ میں مذکور ہے۔ جب عیسیٰ بیٹے مریمؑ نے کہا۔ اے بنی اسرائیل بیشک میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ دونوں پیغمبروں کے اعلانات سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی بعثت

فقط اپنی امت کے لئے ہے۔

تیسری

سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام قوم کیلئے رحمت ہیں

قرآن تعالیٰ (وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ) سورۃ الانبیاء رکوع ۳ پارہ ۳ ترجمہ :- اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ بخلاف دوسرے انبیاء علیہم السلام کے کہ وہ فقط اپنی اپنی امتوں کے حق میں رحمت تھے۔

چوتھی

امت محمدیہ کے پیغمبر نے آئندہ پیغمبروں کی مدد کو دیا

قرآن تعالیٰ (مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رَّجُلٍ مِّنْہُمْ وَلٰکِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا) سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۳ ترجمہ :- محمد تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتمے پر ہیں۔ اور اللہ ہر بات جانتا ہے۔

پانچویں

قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ

قرآن تعالیٰ (اِنَّا نَحْنُ مُزِلُّوْنَ الذِّکْرَ وَاِنَّا لَیْلٰحٰظُوْنَہُ) سورۃ الحج رکوع ۳ پارہ ۳ ترجمہ :- ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سوائے قرآن مجید کے اور کسی آسمانی کتاب کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا۔ اس کا نتیجہ ہے کہ تورات یا انجیل یا کوئی آسمانی کتاب صحیحہ ہستی پر نظر نہیں آتی۔ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص الزام ہے۔

قرآن مجید کی حفاظت میں جماعتیں

۱۔ علماء کرام

وہ علماء کرام جو عربی زبان کے فاضل اور عبادت تامہ رکھتے واسے تھے۔ انہوں نے بحقیقت عالم وین ہونے کے قرآن مجید کے معانی اور مطالب خلق خدا کو سمجھائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے مطالب علی اور علی طہر پر صحابہ کرام کو سمجھائے۔ صحابہ کرام نے دوسرے مطالب پیش شاگردوں تابعین کو سمجھائے۔ تابعین نے اپنے شاگردوں تبع تابعین کو سمجھائے۔ علیٰ ہذا نقیاس قرآن مجید کا یہ علمی ذخیرہ مع اپنے معانی اور مطالب کے چودہویں صدی

میں ان بزرگان دین کی محنتوں اور جانفشانیوں کی برکت سے ہمیں نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی قبروں پر درود رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین یا اللہ العالین۔

دنیا داروں کی حالت

آج کل دنیا داروں کی جو حالت آپ دیکھتے ہیں۔ گزشتہ زمانوں میں بھی یقیناً یہی ہوگی۔ مثلاً زمیندار زمینداری کے کام کاج میں مصروف ہے۔ تجارت پیشہ وکانداری میں مصروف ہے۔ ملازمت پیشہ و فتر کے کاروبار میں مصروف ہے۔ ان دنیا داروں کو کب فرصت ہو سکتی ہے کہ دین الہی کی حفاظت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اور دن رات قرآن مجید کی اشاعت کے لئے مسجدوں یا اسلامی مدارس کی درسگاہوں میں بیٹھے رہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ ہرکے ایک کردار۔ ہرکے دو کردار۔ چیز کے دو چیز سے نہ کر د۔ ہرکے سرکردہ۔ سچ نہ کر د۔ لہذا ثابت ہوا کہ۔۔۔ جن اللہ کے بندوں نے دین کی حفاظت اور اشاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیا۔ ان مسکینوں نے پہلے مسجدوں میں سوکھے اور روکھے ٹکڑے کھا کر علماء دین سے قرآن مجید اور اس کے متعلقہ علوم پڑھے۔ اور پڑھنے کے بعد اللہ کے گھروں یعنی مسجدوں میں بیٹھ کر قرآن مجید اور اس کے متعلقہ علوم مسلمانوں کو پڑھائے۔ انہیں علمائے کرام کی برکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نامہ سے لیکر آج تک دین محفوظ رہا ہے۔ اللھم اغفر لھم و ارحمھم۔

صوفیائے کرام

علم دین کی نشر و اشاعت کا سہرا تو علماء کرام کے سر پر بندھا ہوا ہے۔ البتہ صحیح علم حاصل ہونے کے بعد جب تک انسان میں عملی رنگ نظر نہ آئے تو وہ علم علم کے درجہ پر ہی رہ جاتا ہے۔ اس کے صحیح نتائج اور فوائد سے انسان بہرہ مند نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کسی کالج میں طلبہ کو سائنس

تو پڑھائی جائے۔ مگر کالج میں لیب ریزی نہ ہو جس میں طلبہ کو تجربہ کر کے دکھایا جائے تو وہ تعلیم بے نتیجہ سی ہوگی۔ علیٰ ہذا القیاس علمائے دین قرآن مجید اور حدیث نبوی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطالبہ خوب سمجھا دیتے ہیں۔ مگر اب یہ طلبہ پر دین کا جو عملی رنگ چڑھنا چاہیے۔ وہ نہیں چڑھتا۔ اس کام کیلئے صوفیائے کرام کی مقدس جماعت علماء دین کو درجن میں سے آنا چاہیے۔ اپنی تحویل یرسلے لیتی ہے۔ اور اپنی صحبت میں بٹھا کر خاص طریقوں سے ان پر اسی حاصل کردہ دین کا رنگ چڑھا دیتی ہے۔

ایک لطیفہ

میں کہا کرتا ہوں۔ رنگ ہے قرآن۔ رنگ فروں میں نماز کرام۔ رنگ سادہ صوفیائے عظام مثلاً تہجد کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے۔ علماء کرام کی صحبت

میں بیٹھ کر طالب علم میں یہ کمال پیدا ہو جاتا ہے کہ ایک لفظ تہجد پر تقریباً تین گھنٹے بول سکتا ہے۔ کہ یہ لفظ سہ اقسام میں کیا ہے۔ شش اقسام میں کیا ہے۔ ہفت اقسام کے کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مگر کیا اتنی تفصیل علمی معلوم ہونے کے بعد طالب العلم تہجد پڑھنے کا پابند ہو جاتا ہے؟ اگر طالب العلم سے کہا جائے تو تہجد کے فضائل بیان کر تو کم از کم ایک گھنٹہ تک بیان کر سکتا ہے۔ مگر کیا اس تہجد کی باوجود وہ طالب العلم تہجد پڑھنے کا عادی ہو جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ جب کسی کمال کے پاس جائے گا تو وہاں تہجد پابندی سے پڑھنے کی عادت پیدا ہو جائے گی۔

جامعیت

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جامعیت تھی۔ آپ کتاب اللہ کے معلم بھی تھے اور آپ کی مبارک صحبت میں صحابہ کرام کی عملی قوتیں بھی حرکت میں آ جاتی تھیں۔ انہیں نہ اپنی جان کی پروا تھی۔ نہ بیوی بچوں کا خیال ان پر غلبہ پاتا تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسول کا اتباع ان کی زندگی کا نصب العین تھا۔ حاصل یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ظاہری اور باطنی دونوں ترہ میں ہو جاتی تھیں۔ اب عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ علمی تربیت علماء کرام کرتے ہیں۔ اور باطن کی تربیت صوفیائے عظام فرماتے ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے بعض بندے جامع بھی ہوتے ہیں کہ وہ بحیثیت عالم ہونے کے خلق خدا کو کتاب و سنت پڑھاتے ہیں۔ اور بحیثیت باطن کے کمال ہونے کے مخلوق خدا کے باطن کو اعراض روحانی سے پاک کر دیتے ہیں جامعیت کی مثالیں دارالعلوم دیوبند کے اسلاف اور خلافت میں بقیۃ تعالیٰ پائی جاتی ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ باقی دارالعلوم سے لیکر آج تک جتنے حضرات اس کے سرپرست بنے ہیں۔ سب ہی ظاہر کے فاضل اجل اور باطن کے کمال اور مکمل تھے۔

نذر عفت!

منظور سعید احمد جالندھری

بنام دین ہوئے ہیں وہ دین پر حملے

کہ داغ داغ ہے دل داغ داغ جلتا ہے

جہاں میں کفر کی تاریکیاں ہیں اے توبہ!

ہوا کی زد پہ یہ بس اک چراغ جلتا ہے

لے حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین شیر الزلہ دروازہ لاہور

ج

قرآن مجید کی حفاظت میں بعض نیک دل۔ ہذا پرست۔ عادی اسلام دولت مندوں کا بھی حصہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کی توفیق دی۔ اگرچہ دنیا دار عام طور پر یہ جہت ہوتے ہیں۔ مگر جس طرح گوشتیوں میں اہل کی مثال ہے اسی طرح ان دولت مندوں میں بھی بعض اسلام کے شیدائی اور فدائی پیدا ہو جاتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کے پورا کرنے کا ذریعہ علماء کرام، صوفیائے عظام اور بعض دولت مندوں کو بنایا۔ حفاظت فضل اللہ یونین

بھٹیں سلسلہ قادریہ صوفیہ

سلب ہو جاتی ہے حرام کی تیز عام لوگوں کو نہیں ہے۔ حرام دو قسم کا ہے۔ ظاہری اور باطنی۔ عوام تو صرف ظاہری حرام حلال کی تیز کر سکتے ہیں۔ باطنی حرام کی تیز فقط خواص کو ہوتی ہے۔ بکری حلال ہے لیکن چروہی کی ہو تو حرام ہو جاتی ہے۔ یہ باطنی حرام ہے۔ خاص کو اس کی بھی تیز ہوتی ہے۔ اور سنیہ۔ اگر ایک بازاری عورت کسی دکاندار کو اپنی حرام کی کمانی کا پانچ روپے کا ٹوٹ دے کہ کچھ سودا خرید کرے۔ اس کے بعد دوسرا گاہک دس روپے کا ٹوٹ دے کہ کچھ سودا لے۔ اور باقی رقم میں اگر دکاندار اس کو اس بازاری عورت والا پانچ روپے کا ٹوٹ دیدے۔ تو خواص اس ٹوٹ کو دیکھ کر تیار دس گے کہ یہ حرام کی کمانی ہے۔ یہ وہ اہل تزکیہ نفس ہی کی برکت ہے۔ جسے تصوف کہا جاتا ہے۔ ہمارے خاندان قادریہ کے بزرگوں کے ہاں یہ دستور تھا کہ دنیا داروں کے نذرانے علیحدہ جگہ رہتے تھے ان سے دنیا داروں کی دعوت کا کھانا تیار ہوتا تھا۔ اللہ انہیں کرنے والی جماعت ان کے استعمال کی اجازت نہ تھی۔ اگر کسی فقرے نے کسی دنیا دار کو کسی چیز میں کھانڈ ڈال کر سی اور کچھ لٹے میں لگ رہی تو مکہ تھا کہ کو جاننا جائے بلکہ دھو ڈالا جائے۔ جماعت کو نیک لوگوں کے نذرانے کھلانے جاتے تھے۔ پھر جماعت میں جو رنگ دینا ہوتا تھا اس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ حضرت حافظ محمد باقی صاحب کا بیان قادم تھا۔ اس نے کسی سے کچھ لینے لینے تھے۔ ایک بیٹا شخص کو ساتھ لے کر مقدس گئے پاس گیا۔ سارا دن سفر کے شام کو اس کے ہاں پہنچے۔ اس گاؤں میں کسی کے ہاں شادی تھی۔ وہاں باجے کی آواز آتی تھی تو ساتھی سے کہنے لگے کہ چلو یہاں سے نکل چلو۔ جب کہ سارا دن سفر کر کے تھکے تھے اس نے اپنے ساتھ کر لیں تو جواب دیا کہ اگر کسی کو پہنچا کہ یہاں بزرگ کا کھانا خادوم اس گاؤں میں موجود تھا جہاں باجے بج رہے تھے تو میرے پیر کی بدنامی ہوگی۔ یہ بے تقوٰت جو اس کے

شکر ہیں وہ بے سمجھ ہیں۔ حاصل یہ تھا کہ اللہ کے پاک نام میں بیٹھا رہنا جس کا

ہو ان سے ایک ہے انسان اسوا اللہ سے کٹ کر اللہ سے جڑ جاتا ہے۔ اس کیلئے علاج یہ ہے کہ نہ کثرت کیا جائے اور ہر چیز پر جسے کہ مشتبہ اور حرام سے بچا جائے۔

ساقی!

نذر گاہِ میر و کائنات

بایں دیوانگی وہ صاحبِ عرفان ہے ساقی
ترا دیوانہ بننے کا جسے ارمان ہے ساقی
مجھے دنیا سے کیا مطلب مجھے عقبیٰ سے کیا مطلب
تری اُلفت تری چاہت مرا ایمان ہے ساقی
زباں پر نام، دل میں یاد، آنکھوں میں تری صورت
ترے دیوانہ اُلفت کی یہ پہچان ہے ساقی
بہت دشوار و پیچیدہ ہیں رستے دین و دنیا کے
جو تو مل جائے یہ منزل بہت آسان ہے ساقی
ترا آنا زمانہ کر لئے رحمت کا باعث ہے
جو کافراں کا منکر ہے بہت نادان ہے ساقی
میسر جس کی آنکھوں میں نطائے مدینے کے
اُسے کب کو تو تسنیم کا ارمان ہے ساقی
خوشی تیری خوشی اُس کی، رضائے تیری رضا اُس کی
ترا جو حکم ہے اللہ کا فرمان ہے ساقی
کلاہ و تاج والے اس کے در پر سر بسجود ہیں
زمانہ سے الگ تیرے گرد کی شان ہے ساقی
ہے میرے پاس کیا اور جو قرباں کروں تجھ پر
یہ دل قربان ہے ساقی یہ جاں قربان ہے ساقی
خدا وہ دن دکھائے تیرا سنگ در ہو میرا سر
مرے ٹوٹے ہوئے دل کا یہی ارمان ہے ساقی
شارق میرٹھ

بصدیقین و بصداعتِ بار دیدوری
ترے وجود پہ فہرستِ انبیاء ہے تمام
تری حدودِ نبوت، ترا مقامِ نظر
کبھی گئی نہ ترے در پہ سر جھکائے بغیر
مرے کریم مجھے ہے ترا کرم درکار!
ترے حضورِ بصد شرم لیکے آیا ہوں
بنائے پھر ہمیں اپنا کہ رحمتِ عالم!
گرے ٹپے ہیں اباں استوں میں دیوانے
دہائی ہے کہ یہاں پک ہے ہیں عمامے
عملِ غلامِ عبادتِ غلام، علمِ غلام
جہاں چراغِ عقائد کی روشنی ہے سیاہ
گناہ و جرم کے سائے میں جی رہے ہیں علوم
ترا بھی ہے یہی منشاء تو اے شہِ طحا
ہے تیری ذاتِ پیکرِ عظیمِ بشری
ججھی پہ ختم ہے روحِ الایں کی نامہ بری
بتا رہی ہے تری زندگی کی خود نگری
بحودِ شوق کی انجمنِ جہیں کی دیدوری
مرے مسیح مجھے ہے تلاشِ چارہ گری
کچھ آنسوؤں کا تلام، کچھ آستیں کی تری
دلوں میں بجزری ہے عمامے بے اثری
جہاں نہ ذکرِ گریباں نہ سکرِ بخیر گری
تری شراب کی کرتے ہیں نذرِ دوری
لطاقتوں سے معرا، بلند یوں سجری
رُکی ہوئی ہے ہاں کب سے شامِ فتنہ گری
زبانِ باخبری پر فسوں بے خبری!
مجھے قبول یہ کون مکان کی درد مری
ترے سوا دل احساں میں کچھ نہیں لیکن
تری رضا ہو تو اک انتقامِ فتنہ گری

احسانِ نثار

ترے سوا دل احساں میں کچھ نہیں لیکن
تری رضا ہو تو اک انتقامِ فتنہ گری

ساقی! نذر گاہ

خواجہ عبدالوحید کراچی

حیات اجتماعی میں عمرت کی حیثیت

قدرتِ حکیم کی روشنی میں

اَفْتَوْا مِمَّنْ مِّنْ بَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ
فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ مِنكُمْ وَلَا جَزَاءُ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَلَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَرُدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ هـ
(البقرة - ۸۵)

کیا تم کتابِ الہی کی بعض باتیں مانتے ہو۔ اور بعض (کے ماننے) سے انکار کرتے ہو۔ اگر ایسا ہے تو اچھی طرح سمجھ لو کہ، تم میں سے جو لوگ ایسا کرتے ہیں۔ ان کا بدلہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ دنیا کی زندگی میں ذلیل و رسوا اور قیامت کے دن عذابِ شدید میں مبتلا کر دئے جائیں۔

دوم - اسلام کا قانون بعض افراد کے لئے نہیں ہے بلکہ افرادِ ملت و دین کے لئے ہے۔ اس لئے ایک طرف وہ ملت کے مفاد کی خاطر افراد پر طرح طرح کی پابندیاں عائد کرتا ہے۔ اور دوسری طرف فرد کے مفاد کے لئے ملت کو ہر طرح کا اہتمام کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ جہاں وہ ایک طرف ملت کے قیام کی راہ میں افراد کو اپنا سب کچھ قربان کر دینے پر آمادہ کرتا ہے۔ وہیں دوسری طرف ملت کا یہ فرض قرار دیتا ہے۔ کہ وہ افراد کے تحفظ کے لئے اپنی تمام قوتیں وقف کر دے۔ اس لئے فرد پر جماعت کے مفاد کی خاطر بہت سی پابندیاں عائد ہوجاتی ہیں۔ جو اس کی انفرادی آزادی پر بہت حد تک نامساعد اثر پیدا کرتی ہیں۔ لیکن فردان کو ملت کے مفاد کے پیش نظر بطریقِ مطلق قبول کر لیتا ہے۔ اسی میں ملت کی بقا کا راز پنہاں ہے۔ اور اسی اصول کو نظر انداز کرنے سے افرادِ ملت اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ بقول اقبالؒ -

دہر میں پیش دوامِ آئین کی پابندی سے ہے
موج کی آزادیاں سامانِ شیون ہو گئیں!

سوم - جو افراد ملت کی راہ میں قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ وہ بے شمار انعامات سے سرفراز ہوتے ہیں۔ جتنی بڑی قربانی ہوگی۔ اسی نسبت سے انعامات پیش ہوں گے۔ بیانِ تک کہ جو افراد ملت کی راہ میں اس دنیا کی حیات چند روزہ کو قربان کر دیتے ہیں

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَمْوَاتٌ وَلَكِنْ لَا تَقْضُونَ (البقرة - ۱۷۲)
ان لوگوں کو جو راہِ خدا میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے
مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ان کی زندگی کی حقیقت
کو تم سمجھ نہیں سکتے۔

ایک مسلمان جب کسی موضوع پر بحیثیت مسلمان کے اظہارِ خیال کرنا چاہتا ہے تو وہ سب سے پہلے اس موضوع کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلام کا فضا اور تقاضا معلوم کرنے اور سمجھنے کے بعد وہ اس کو بطور دعوائے اسلامی لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وَمَا كَانَ لِمَنْ يَلُومُنَّكَ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَقْضِ اللَّهُ شَيْئًا فَلَا تَصِلُ إِلَيْهِ مَلَأَتْ سَكَنًا لِّمَنْ يُشَاءُ
کسی صاحبِ ایمان مرد یا عورت کے شایانِ شان نہیں کہ جب کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول فیصلہ صادر کر دیں تو پھر ان کے لئے اپنے معاملہ میں اختیار ہو۔ اور دیا و رکھو، کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ ٹھکی ہوئی گراہی میں مبتلا ہوا۔

اس مقالہ میں قرآن کے نقطہ نگاہ سے حیاتِ اجتماعی میں عورت کی حیثیت پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔ اس لئے یہاں صرف آیاتِ قرآنی سے استدلال پیش کیا جائے گا۔

اصل موضوع پر جن خیالات کا میں اظہار کرنا چاہتا ہوں ان کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے چند تمہیدی امور کا ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔

اول - اسلام ایک مکمل نظامِ زندگی اور ضابطہٴ حیات ہے۔ جو ایک طرف فرد کی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے
قُلْ إِنَّ دِينِي كَمَا قَدْ كُنْتُ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الانعام - ۱۶۲)

کہہ دو کہ میری عبادتیں، اور میری زندگی اور میری موت سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام اہل جہان کا پروردگار ہے۔

اور دوسری طرف قوم کے تمام افراد کو اپنے دائرے میں لئے ہوئے ہے

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا
سب کے سب مل کر اللہ کی رسی یعنی قانونِ الہی کو تھامے رہو۔ لہذا جب تک فرد کی زندگی کے ہر شعبہ پر اسلام کا رنگ نہ چڑھے گا۔ اور جب تک قوم کے ہر فرد کی زندگی صحیح معنوں میں اسلامی رنگ اختیار نہ کر لے گی۔ اس وقت تک مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ قانونِ الہی کے بعض حصوں کو مان لینا اس لئے کہ وہ نسبتاً سہل العمل ہیں۔ اور بعض حصوں کو نہ ماننا اس لئے کہ وہ ذرا مشقت یا ایثار طلب ہیں۔ دنیوی اور دنیوی و دنیوی حیثیتوں سے ناکامی و ناکامی پر منتج ہوتا ہے

صفتیات کے متعلق اسلام کا قانون ان ہی تمہیدی امور کے ذہن نشین ہو جانے کے بعد بخوبی سمجھا جاسکتا ہے

موت و حیات کی کش مکش | اگر ہم اپنے ماحول پر نظر ڈالیں۔ تو ہم پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ کائنات میں ہر طرف موت و حیات کے درمیان ایک خوفناک کش مکش جاری ہے۔ موت کا بے رحم ہاتھ جلد یا بدیر ہر جاندار کا گلہ گھونٹ دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر ایک قلیل مدت کے لئے بھی موت کو اپنا کام بے روک ٹوک کرنے کا موقع مل جائے تو بہت جلد دنیا سے تمام جاندار نیست و نابود ہو جائیں۔ لیکن چونکہ قدرت کو اس کہ ارضی پر سلسلہ حیات قائم رکھنا مقصود ہے۔ اس لئے وہ ہر وقت نئے نئے

جانداروں کو معرضِ وجود میں لاتی رہتی ہے۔ جوں جوں موجودہ جاندار موت کا شکار ہوتے جاتے ہیں۔ نئے جاندار پیدا ہو کر سطحِ ارضی پر سلسلہ حیات کو منقطع ہونے سے بچاتے رہتے ہیں۔

قدرت نے سلسلہ حیات قائم رکھنے کا ذریعہ صنفی تعلق کو بنایا ہے۔ اور اس غرض کے لئے انواعِ حیوانیہ و نباتیہ کو ذکوہ و اثاث و دو طبقوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ دونوں طبقے مختلف اعضاء و قوتیں رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ تو اوروں و تناسل کے سلسلے میں دونوں کے وظائف و فرائض جدا گانہ ہیں اور سلسلہ حیات کے تسلسل اور بقا کے لئے یہ اختلاف جنس اور صنف نازک کا صنعتِ فکر کے ساتھ تھا تو ان و اشتراک ناگزیر ہے۔

صنفی تقسیم تمام انواعِ حیوانی کی طرح

مرد اور عورت | انسانی میں بھی موجود ہے۔ اور قدرت نے انسانوں کو بھی دو صنفی گروہوں - مرد اور عورت - میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس جنسی اختلاف کو کوئی دنیوی طاقت کا اہم نہیں کر سکتی۔ نہ مرد و عورت بن سکتا ہے۔ نہ عورت مرد بن سکتی ہے۔ اس لئے نسلِ انسانی کی بقا کا دار و مدار اس حقیقت کے تسلیم کر لینے پر ہے کہ مرد مرد ہے اور عورت عورت ہے۔ اور دونوں اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر ہی زندگی کا مقصد پورا کر سکتے ہیں اور دونوں کے اشتراک سے ہی نسلِ انسانی کی بقا ممکن ہے۔ اس سلسلے میں نوبل پرائز حاصل کرنے والے ایک

بہت بڑے ڈاکٹر
ALEXIS CARREL
اپنی مشہور آفاق کتاب
THE KNOWN MAN
میں رقمطراز ہیں۔

مرد اور عورت کے درمیان جو فرق پائے جاتے ہیں ان کا ایک باعث تو خود ان کی عضلاتی ساخت ہے۔ اس کا دوسرا سبب یہ ہے کہ رحم جو یکبارہی مادے پیدا کرتا ہے۔ ان کا اثر اس کے تمام جسم پر جاری و ساری ہوتا ہے۔ ان اصولی حقائق سے ناواقفیت کا نتیجہ یہ ہے کہ "نسائیت" کے علمبردار یہ یقین کرنے لگے ہیں کہ دونوں صنفوں کی تعلیم، حقوق اور ذمہ داریاں یکساں ہونی چاہئے اور حقیقت عورت مرد سے بہت ہی مختلف واقع ہوئی ہے۔ اس کے جسم

کے ہر جلیہ پر اس کی صنفیت کا اثر موجود ہے۔ یہی حال اس کے جسم کے مختلف اعضا کا اور سب سے بڑھ کر اس کے نظام عصبی کا ہے۔ عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے رجحانات کی تربیت مردوں کی نقلی چھوڑ کر اپنی فطرت کے عین مطابق کریں۔ ارتقا و تمدن میں ان کا منصب مردوں سے بلند تر ہے اس لئے انہیں چاہئے کہ وہ اپنے وظائف حیات کو ترک نہ کریں۔ اسی کتاب میں ایک اور مقام پر وہ لکھتے ہیں کہ

” مادہ عینی رحم رکھنے والے جانوروں میں اپنی جسمانی ساخت کے کمال میں ایک یا زیادہ بار کے عمل کے بعد ہی پہنچتا ہے۔ جن عورتوں نے کبھی بچہ نہیں جنمان کا تو ان دن دو سرسی عورتوں کے مقابلہ میں مناسب نہیں ہوتا اور وہ اعصابی کمزوریوں کا شکار بھی زیادہ رہتی ہیں۔ غرضیکہ رحم میں بچہ کی موجودگی عورت کی ذات پر زبردست طور پر اثر انداز ہوتی ہے۔

اس حقیقت کے مد نظر زندگی کے کاروبار کو مرد عورت کے درمیان یوں تقسیم کر دیا گیا ہے کہ آئندہ نسلوں کی پیدائش اور پرورش کا کٹھن کام عورت کے سپرد ہوتا اور چونکہ یہ کام بڑا ہی جال جو کھوں کا کام ہے اس لئے عورت کو زندگی کی دوسری ذمہ داریوں سے سبکدوش کر کے وہ تمام ذمہ داریاں مرد کے کاہنہوں پر ڈال دی گئیں۔

مرد کو بچے کی پیدائش میں کوئی سخت امتحان نہیں پڑتی۔ اس کے برعکس عورت کو مدت تک بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ وہ بچہ کی زندگی کے پودے کو اپنے خون سے سنبھالتی ہے۔ جب نسل انسانی کی بقا کے لئے عورت پر اس کی نزاکت اور کمزوری کے باوجود اس قدر بھاری بوجھ ڈال دیا گیا ہو تو بڑا ظلم ہوتا اگر دوسرے کا ڈبار زندگی میں بھی مرد کے دوش پر دوش حصہ لینے پر مجبور کیا جاتا۔ یا سالانہ معیشت کی فراہمی کا بار اس کے سر پر ڈالا جاتا۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ عورت کو بچے کی پیدائش اور پرورش کے علاوہ اور کسی محنت طلب کام پر مجبور نہ کیا جائے۔ چنانچہ قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ مرد کسب معاش اور بیرون خانہ مشاغل میں منہمک ہے اور عورت باہر کی دنیا سے علیحدہ رہ کر اپنی تمام تر توجہ آئندہ نسلوں کی پیدائش اور پرورش پر صرف کرے۔

بچے کی صحیح پرورش اور تربیت کے لئے ضروری ہے کہ عورت گھر سے باہر کے معاملات میں دل چسپی لینے کی بجائے اپنی تمام دل چسپیوں کا مرکز اپنے گھر کو بنائے یہی مطلب ہے

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ (الاحزاب ۳۳)

اور تم (عورتیں) اپنے گھروں میں ٹھہری رہا کرو۔ یعنی بالعموم عورتوں کا دائرہ عمل ان کا گھر ہے جہاں باہر کی دل چسپیوں سے دور رہ کر وہ قدرت کے منشا کو پورا کر سکتی ہیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ گھروں سے باہر نہیں ہی نہیں۔ کاروبار ضروریہ کے لئے، عزیزوں سے ملنے کے لئے، ہوا خوری کے لئے، تعلیم حاصل کرنے کے لئے جنگ کے زمانہ میں ضروری فرائض کی ادائیگی کے لئے غرض

ہر جائز اور ضروری کام کے لئے وہ گھروں سے باہر جاسکتی ہیں۔ ہاں ایک غرض کے لئے وہ قطعاً باہر نہیں نکل سکتیں اور وہ غرض اپنی آرائش اور اپنے حسن کی نمائش ہے۔ وَلَا تَبْغِجْنَ تَبْجِجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى (الحجاب ۳۱) ایام جاہلیت کی طرح اپنی نمائش نہ کرتی پھرا کرو۔

مرد اور عورت کی مساویانہ حیثیت مرد کی تفریق

فرائض کی نوعیت کے لحاظ سے ہے۔ زندگی کے ڈرامہ میں ایک پارٹ مرد کا ہے اور اس پارٹ کے لئے جن فہمیہ و جسمانی کی ضرورت تھی۔ وہ قدرت نے اس کو بھی اس کے پارٹ کے لئے جیسی جسمانی بناوٹ اور ذہنی وادبی قوتوں کی ضرورت تھی وہ سب عطا کر دیں۔ اس حقیقت کا اعتراف دور حاضر کے ایک مغربی مفکر کی زبان سے ہے

OSUAL DE SCHWAVTZ اپنی کتاب The Psychology of Sex میں فرماتے ہیں:-

” عورت کے جسم کا بیشتر حصہ اس مقصد کے مد نظر وضع ہوا ہے۔ کہ اس کا منصب اولاد پیدا کرنا ہے۔ اور اگر ایک عورت کو اس کی جسمانی اور ذہنی تعمیر کے اس مقصد کے حصول سے روکا جائے تو وہ کملا جاتی ہے۔ اس کے برعکس ماں بننے پر اسے ایک تازہ روحانی حن حاصل ہو جاتا ہے۔

مردوں کی طبیعت میں ماں بننے کا کوئی فطری تقاضا نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ اپنی جسمانی اور ذہنی تکمیل کے لئے اولاد کے محتاج نہیں۔

یہ مصنف اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتا ہے ”اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مرد کی طبیعت عورت سے بنیادی اختلاف رکھتی ہے۔ یہ سمجھنا آسان ہے کہ ایسا ہی ہونا بھی چاہئے۔ زندگی کا یہ اختلاف سب سے زیادہ عمل کے استقرار اور جنین کے نشوونما ایسے جنسی و خلف میں نمایاں ہے۔“

لیکن اس فرق سے بہتری اور کمتری کا سوال پیدا نہیں ہوتا نہ مرد محض مرد ہونے کی وجہ سے اچھا اور نہ عورت محض عورت ہونے کی بنا پر بُری ہے۔ قانون الہی میں دونوں اپنے اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں۔ دیکھئے نیکو کار مردوں اور نیکو کار عورتوں کا ذکر خیر قرآن حکیم میں کس طرح ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ (ان الله عز وجل حکیم ۶۱)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ حکم کرتے ہیں نیک کام کا اور منع کرتے ہیں بُرے کام سے اور قائم رکھتے ہیں نافرمانی دینے والے اور فراموشی کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔ یہی لوگ ہیں پرانہ رحم فرمائے جیکہ اللہ بے حد رحمت والا ہے (د) وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسْكَنٌ طَيِّبٌ فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ مَدْخُونٌ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ذَٰلِكَ هُوَ الْغَوْثُ الْعَظِيمُ (مائدہ ۷۲) اللہ نے وعدہ کر لیا ہے مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں سے

بغلوں کا کہہ رہی ہیں ان کے نیچے نہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور نیز پاکیزہ مکانات کا دائمی بہشت میں اور اللہ کی خوشنودی ان سب سے بڑھ کر ہے۔ یہی بُری کامیابی ہے۔

(ج) اِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّامِتِينَ وَالصَّامِتَاتِ وَالْمُكَلِّمِينَ وَالْمُكَلِّمَاتِ وَالذَّكَاكِينَ وَالذَّكَاكَاتِ وَالْغَالِيَةَ وَالْغَالِيَاتِ (الاحزاب ۳۵)

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، اور ایماندار مرد، اور ایماندار عورتیں، اور سچے مرد اور سچی عورتیں، اور صابر مرد اور صابر عورتیں، اور عاجزی کرنے والے مرد، اور عاجزی کرنے والی عورتیں، اور خیرات کرنے والے مرد، اور خیرات کرنے والی عورتیں، اور روئے رکھنے والے مرد، اور روئے رکھنے والی عورتیں، اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد، اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی عورتیں، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں۔ اللہ نے تیار کر رکھی ہے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر۔

اور پھر یہ عمل مردوں اور بد عمل عورتوں کا ذکر بھی ایک ساتھ ہوتا ہے:-

(د) وَعَدَ اللَّهُ الْمُتَّقِينَ وَالْمُتَّقَاتِ وَالْكَاثِرِينَ تَارِجَهُنَّ خَالِدِينَ فِيهَا (التوبہ ۹۸)

وعدہ دیا اللہ نے متائق مردوں اور متائق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کی آگ کا۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے (دب) الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةً (النور ۲۴)

زانیہ عورت اور زانی مرد۔ پس داد ہر ایک کو ان میں سے سو دوسے۔

(ج) وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا (مائدہ ۳۸) اور مرد چوری کرے یا عورت چوری کرے تو کٹاؤ ان کے ہاتھ

غرض ادا مرد و زانی، حقوق و فرائض، تعریف و مذمت، جزا و سزا ہر چیز میں مرد اور عورت قانون الہی میں یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔

میدان ترقی میں عورت کا حصہ

قرآن حکیم کا مطالعہ اس حقیقت کو بخوبی واضح کرتا ہے کہ عورت کے لئے انسانی ترقی کی وہ تمام راہیں کھلی گئی ہیں جن پر چلنے کی انسان کو شش کر سکتا ہے۔ نبوت کے مرتبہ کو چھوڑ کر وہ ہرگز کو شش سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ قرآن حکیم عورت کو بلند سے بلند روحانی مدارج پر پیش کرتا ہے۔ اتمایہ ہے کہ اہل ایمان کے لئے عورتوں کی فضیلت کو بطور نمونہ بیان کیا گیا ہے۔ (باقی آئندہ)

پچوں کا صفحہ

جلد ۱

مشرقی

ع - م جون

ممبر ۳

ایمان مفصل

امنت باللہ وملتکته وکتبه ورسوله
والیوم الآخر والصد وخیرو وشره
مین اللہ تعالیٰ والبعث بئہ الموت
ترجمہ:- ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے
فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے
رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس
بات پر کہ اچھی بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہوتی
ہے۔ اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔
پچو! اوپر کی عبارت میں سات باتیں
بتائی گئی ہیں:-

۱، اللہ پر ایمان لانا ۲، فرشتوں پر ایمان لانا۔
۳، اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا ۴، اللہ کے
رسولوں پر ایمان لانا ۵، قیامت کے دن کا
یقین رکھنا ۶، اچھی یا بری تقدیر اللہ کی طرف
سے ہونا، مرنے کے بعد پھر اٹھائے جانے
پر یقین رکھنا۔

اوپر بیان کئے گئے ایمانوں میں سے ہر ایک
کے متعلق مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے
اللہ کے متعلق مسلمانوں کے عقیدے
اللہ ایک ہے۔ وہ ہر برائی سے پاک ہے۔ اس کا
کوئی شریک نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے
گا۔ اللہ ہی عبادت کے لائق ہے۔ اور اس
کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ سب اس
کے محتاج ہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ نہ کھاتا
ہے اور نہ سوتا ہے۔ نہ اس کے مال باپ ہیں اور نہ
اس کی بیوی ہے اور نہ بیٹا بیٹی۔ وہ تمام
ناتے رشتوں سے پاک ہے۔ کوئی اس کے
برابر کا اور اس جیسا نہیں۔ اللہ بڑی قدرت
والہ ہے۔ اسی نے دونوں جہاں پیدا کئے ہیں۔
وہی سب کو روزی دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں
پر بڑا مہربان ہے۔ وہ ہر بات کو جانتا ہے۔ ہر
چیز کو دیکھتا ہے۔ وہی مارتا ہے۔ وہی جلاتا ہے۔
اللہ نے فرشتوں کو پیدا کر کے دنیا کے انتظام
اور دوسرے خاص کاموں پر مقرر فرمایا ہے۔
اللہ نے اپنے بندوں کو اچھی باتیں بتانے اور
بری باتوں سے بچانے کی غرض سے پیغمبر بھیجے۔

ایمان

ایمان کے معنی :- اللہ تعالیٰ اور
خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو دل
سے ماننا ایمان اور ان کے حکم پر عمل
کرنے کا نام اسلام ہے۔

۱، ایمان مجمل

الْإِمْثَانُ بِاللَّهِ مَا حَوْ بِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ
وَقِيلَتْ جَمِيعُ أَحْكَامِهِ
ترجمہ:- ایمان لایا میں اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے
ناموں اور اپنی صفوں کے ساتھ ہے اور میں
نے اس کے تمام حکموں کو قبول کیا۔
پچو! اوپر کی عبارت میں دو باتیں
بیان کی گئی ہیں:-

۱، اللہ پر ایمان لانا ۲، اللہ کے تمام
حکموں کو قبول کرنا۔

۱- اللہ پر ایمان لانے سے یہ مطلب ہے
کہ اللہ اور اس کی صفوں کو دل سے
ماننا۔ اللہ کی بہت سی صفیں ہیں جیسے
ایک ہونا۔ زندہ ہونا۔ اختیار والا
ہونا۔ پیدا کرنا۔ رزق دینا۔ مارتا۔ جلاتا۔
اللہ کی سب صفیں ایسی ہیں کہ کسی
کی ویسی نہیں۔

۲، اللہ کے احکام قبول کرنے سے یہ مطلب ہے
کہ اللہ کے تمام حکموں کو تسلیم کرنا۔ اللہ نے جس
کام کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ کرنا۔ جیسے
نماز پڑھنا۔ روزہ رکھنا۔ حج بولنا۔ اللہ
نے جس کام کے نہ کرنے کا حکم دیا ہے وہ
نہ کرنا جیسے اجوٹ بولنا۔ چوری کرنا کسی کو ستانا۔
پچو! اللہ تعالیٰ کو جیسا کہ وہ اپنے ناموں
اور صفوں کے ساتھ ہے ماننا۔ اور
اس کے تمام حکموں کو تسلیم کرنا۔ اسی
کو ایمان مجمل کہتے ہیں۔ اب ایمان
مفصل کا بیان پڑھیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
پچو! مفت روزہ "خداام الدین" کا یہ
پہلا پرچہ شائع ہو رہا ہے۔ اس لیے ہم
بھی ابتدائی درس شروع کر رہے ہیں۔
تاکہ تمہیں اسلام کے ابتدائی ارکان سے
دو شناس کرایا جائے۔ اب تمہیں چاہئے کہ
تم ان اصولی باتوں کو یاد کرو۔
پیارے پچو! ہمارے پیارے
دلک پر انگریز حکمرانوں نے ایک سو
سال تک حکومت کی۔ اور اس عہد
حکومت میں اسے جس قدر خطرہ علمائے
کرام اور قرآنی تعلیم سے تھا اس قدر
خطرہ اسے کبھی کسی سے نہیں ہوا۔
یہی وجہ تھی کہ وہ بظاہر عوام میں تو
یہ پردہ بگڑا کرتا تھا کہ میں کسی کے
مذہب میں دخل نہیں دوں گا۔ لیکن اس
نے ہمارے عوام کو اس دھب سے
اپنا اور اپنی تعلیمات کا گرویدہ بنا لیا
کہ ہماری آئندہ نسلیں دن بدن اسلام
سے دور ہوتی گئیں۔ اور آج ہم
اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ آزاد ہو
جانے کے باوجود بھی ہم سر سے
لے کر پاؤں تک ہر طرف زندگی میں
انگریز کی تقلید کرتے ہیں۔ انگریز نے
اپنے دور حکومت میں جو طریقہ تعلیم
جاری کر رکھا تھا۔ وہ خود پچو! مسلمانوں
کو اسلام سے متنفر کرتا تھا۔ اسی
سے تو اکبر الہ آبادی مرحوم نے
فرمایا تھا ہے

افسوس کہ فرعون کو کالچ کی نہ سوجھی
یوں قتل سے بچوں کے بدنام نہ ہوتا
آج ہمارا پہلا درس ایمان کے متعلق
ہوگا۔ تمام پچوں کو چاہیے کہ وہ ایمان
کے معنی۔ ایمان مجمل اور ایمان مفصل کی
عربی عبارتیں انہر کر کے اپنے
بزرگوں کو سنائیں۔ تاکہ ہمارے اس
درس کا کوئی عملی فائدہ بھی
ہو۔